جمادی الاخریٰ 1444ھ | جنوری 2023ء

جلد: 02 شمارہ: 01

ویب ایڈیشن

بدہضمی کا علاج

جس شخص کو بَدہَضْمی کی شکایت ہو اور وہ سورۃُ المُرسَلٰت کی آیت نمبر 43 اور 44 پڑھ کر اپنے ہاتھ پر دَم کر کے اُسے اپنے پیٹ پر پھیرے اور کھانے وغیرہ پر دَم کر کے کھانا کھایا کرے اِن شَآءَ اللہ بدہضمی کی شکایت دُور ہو جائے گی۔

(فیضانِ سنّت، 1/609، گھریلو علاج، ص78)

ہر حاجت و مراد پوری ہوگی

ہزار بار "یَاشَیْخُ عَبْدَ الْقَادِرِ شَیْئًا لِلّٰہِ" پڑھے اوّل و آخر دُرود شریف 10، 10 بار پڑھ کر داہنے ہاتھ پر دَم کر کے اسے زیرِ کلہ یعنی رخسار کے نیچے رکھ کر سو جائے ہر حاجت و مراد پوری ہو گی۔ اِن شَآءَ اللہ (مدنی پنج سورہ، ص232، کام کے اوراد، ص4)

قبر کے دبانے سے حفاظت کا وظیفہ

فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم: جس نے مرضُ الموت میں سورۃُ الاخلاص کی تلاوت کی وہ فتنۂ قبر میں مبتلا نہیں ہو گا اور قبر کے دبانے سے بھی محفوظ رہے گا۔ (معجم اوسط، 4/222، حدیث:5785)

ڈینگی وائرس کا روحانی علاج

سورۃُ الرّحمٰن (پارہ 27) مریض کو پڑھ کر سنائی جائے تو وہ تین دن میں اِن شَآءَ اللہ ٹھیک ہو جائے گا۔

CONTENTS

شرعی تفتیش: مولانا مفتی محمد انس رضا عطاری مدنی دار الافتاء اہلِ سنت (دعوتِ اسلامی)

تاثرات (Feedback) کے لئے اپنے تاثرات، مشورے اور تجاویز نیچے دیئے گئے ای میل ایڈریس اور (صرف تحریری طور پر) واٹس ایپ نمبر پر

بھیجئے: mahnamahkhawateen@dawateislami.net پیش کش: شعبہ ماہنامہ خواتین المدینۃ العلمیۃ (اسلامک ریسرچ سینٹر) دعوتِ اسلامی

WhatsApp 0348-6422931

حمد
مرتبہ اعلیٰ تیرا

فکر اَسفَل ہے مری مرتبہ اَعلیٰ تیرا
وَصف کیا خاک لکھے خاک کا پتلا تیرا
ہر جگہ ذِکر ہے اے واحد و یکتا تیرا
کون سی بَزم میں روشن نہیں اِکّا تیرا
خِیرَہ کرتا ہے نگاہوں کو اُجالا تیرا
کیجئے کونسی آنکھوں سے نظارہ تیرا
ہیں ترِے نام سے آبادی و صَحرا آباد
شہر میں ذِکر ترا دَشت میں چرچا تیرا
بے نوا مُفلس و محتاج و گدا کون کہ میں
صاحبِ جُود و کرم وَصف ہے کس کا تیرا
اتنی نسبت بھی مجھے دونوں جہاں میں بس ہے
تو مرا مالک و مولیٰ ہے میں بندہ تیرا
اب جماتا ہے حسن اُس کی گلی میں بستر
خوبرویوں کا جو محبوب ہے پیارا تیرا

از برادرِ اعلیٰ حضرت مولانا حسن رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

ذوقِ نعت، ص19

منقبت
وہ بہتر صدّیق

بہتری جس پہ کرے فَخر وہ بہتر صدّیق
سَرورِی جس پہ کرے ناز وہ سرور صدّیق
سارے اصحابِ نبی تارے ہیں امّت کے لئے
ان ستاروں میں بنے مَہرِ مُنوّر صدّیق
ان کے مدّاح نبی ان کا ثنا گو اللہ
حَق اَبُوالْفَضْل کہے اور پیغمبر صدّیق
بال بچوں کے لئے گھر میں خدا کو چھوڑیں
مصطفیٰ پر کریں گھر بار نچھاور صدّیق
ایک گھر بار تو کیا غار میں جاں بھی دیدیں
سانپ ڈستا رہے لیکن نہ ہوں مُضطَرِ صدّیق
کہیں گِرتوں کو سنبھالیں کہیں رُوٹھوں کو منائیں
کھودیں اِلحاد کی جَڑ بعدِ پیغمبر صدّیق
تو ہے آزاد سَقَر سے ترے بندے آزاد
ہے یہ سالک بھی ترا بندۂ بے زَر صدّیق

از مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہِ علیہ

دیوانِ سالک، ص41

63 نیک اعمال

اللہ پاک نے جن وانس کو پیدا کرنے کا مقصدِ حقیقی یہ بیان فرمایا ہے: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾ (پ27، الذریات:56) ترجمہ کنز العرفان: اور میں نے جن اور آدمی اسی لیے بنائے کہ میری عبادت کریں۔ عبادت اس انتہائی تعظیم کا نام ہے جو بندہ اپنی عبدیت یعنی بندہ ہونے اور معبود کی الوہیت یعنی معبود ہونے کے عقیدے اور پہچان کے ساتھ بجالائے۔[1] عبادت کا مفہوم چونکہ بہت وسیع ہے، لہٰذا ہر وہ کام عبادت ہے جس سے اللہ پاک راضی ہو جائے کہ سورہ توبہ میں اللہ کی رضا کو ہی سب سے بڑی کامیابی قرار دیا گیا ہے اور اللہ پاک صرف نیک اعمال کرنے اور گناہوں سے بچنے ہی سے راضی ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر مسلمان فطرتاً نیک کاموں کو اچھا اور گناہوں کو برا جانتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ اگر اس سے کوئی گناہ ہو جائے تو کوئی واقف نہ ہو، مگر یہ بھول جاتا ہے کہ کوئی دیکھے یا نہ دیکھے اللہ پاک تو اسے ہر وقت دیکھ رہا ہے اور وہی ہے جس نے اعمال کی جزا و سزا دینی ہے۔ قرآن کریم میں ہے: اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ (پ18، المؤمنون:115)
ترجمہ کنز العرفان: تو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں بیکار بنایا اور تم ہماری طرف لوٹائے نہیں جاؤ گے؟

پیاری بہنو! زندگی بہت مختصر ہے، اس میں قبر و حشر کے طویل ترین معاملات کے لئے تیاری کرنی ہے، حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جلدی کرو! جلدی کرو! تمہاری زندگی کیا ہے؟ یہی سانس تو ہے، اگر رک جائے تو تمہارے ان اعمال کا سلسلہ بھی ختم ہو جائے جن سے تم اللہ پاک کا قرب حاصل کرتے ہو، اللہ پاک اس شخص پر رحم فرمائے جس نے اپنا محاسبہ کیا اور اپنے گناہوں پر چند آنسو بہائے۔[2]

یہ سانس کی مالا اب بس ٹوٹنے والی ہے غفلت سے مگر دل کیوں بیدار نہیں ہوتا

زندگی برف کی طرح پگھل رہی ہے، لہٰذا ہمیں خوب غور و فکر کرنا اور اللہ پاک کی خفیہ تدبیر سے ڈر کر نیک اعمال کے لیے کمربستہ ہو جانا چاہیے اور جس طرح ہمارے بزرگانِ دین و بزرگ خواتین اپنا ہر ہر لمحہ عبادت میں گزارتے تھے، ہمیں بھی خوب کوشش کرنا چاہئے۔ مثلاً حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کا معمول تھا، رات ہوتی اور سب لوگ سوجاتے تو آپ اپنے آپ سے کہتیں: اے رابعہ! ہو سکتا ہے کہ یہ تیری زندگی کی آخری رات ہو، ہو سکتا ہے کہ تجھے کل کا سورج دیکھنا نصیب نہ ہو، چنانچہ اُٹھ اور اپنے رب کی عبادت کر، تاکہ کل قیامت میں تجھے ندامت کا سامنا نہ کرنا پڑے، ہمت کر، سونا مت، جاگ کر اپنے رب کی عبادت کر۔ یہ کہنے کے بعد آپ اُٹھ کھڑی ہوتیں اور صبح تک نوافل ادا کرتیں، جب فجر کی نماز ادا کر لیتیں تو اپنے آپ کو دوبارہ مخاطب کر کے کہتیں: اے میرے نفس! تجھے مبارک ہو کہ اس رات تو نے بڑی مشقت اٹھائی لیکن یاد رکھ! کہ یہ دن تیری زندگی کا آخری دن ہو سکتا ہے، یہ کہہ کر پھر عبادت میں مشغول ہو جاتیں، جب نیند کا غلبہ ہوتا تو اُٹھ کر گھر میں ٹہلنا شروع کر دیتیں اور خود سے فرماتیں: رابعہ یہ بھی کیا نیند ہے؟ اس کا کیا لطف؟ اسے چھوڑ دو اور قبر میں مزے سے لمبی مدت کے لئے سوتی رہنا، اسی طرح آپ نے عمر کے آخری 50 سال گزار دیئے کہ کبھی بستر پر دراز ہوئیں نہ تکئے پر سر رکھا۔[3] چنانچہ،

ہمیں بھی اپنی موت کو نہیں بھولنا چاہئے اور غفلت کی نیند سے بیدار ہو کر سوچنا چاہئے کہ پل صراط کس طرح پار کریں گی؟ ہمارے وہ عزیز رشتے دار جو پہلے دنیا سے چلے گئے اُن کے

ساتھ کیا ہو رہا ہو گا؟ ان شاء اللہ اس طرح غور و فکر کرنے سے دنیا کی لذتوں سے چھٹکارا حاصل ہو جائے گا۔ مگر سوال یہ ہے کہ افراتفری کے اس دور میں جب ہر کوئی ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی دوڑ میں لگا ہوا ہے، نیک اعمال کی بجا آوری کیسے ممکن ہو؟ اس سوال کا جواب اس دور کے ولی کامل، بانی دعوت اسلامی حضرت مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ کا عطا کردہ نیک اعمال کا رسالہ ہے، اس کا ہر ہر نیک عمل ایسا ہے کہ اس پر عمل کرنے سے ہمارے دنیاوی کام متاثر ہوں گے نہ تعلیم کا حرج ہو گا، بلکہ رکاوٹیں دُور ہوں گی، کیونکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنی تمام فکروں کو صرف ایک فکر بنا دیا اور وہ آخرت کی فکر ہے تو اللہ پاک اُسے اس کی دنیا کی فکر کے لیے کافی ہے اور جس کی فکریں دنیا کے احوال میں مشغول رہیں تو اللہ پاک کو اس کی پروا نہیں ہو گی کہ وہ کس وادی میں ہلاک ہو رہا ہے۔[4]

نیک اعمال کا یہ رسالہ دراصل ایک ولی کامل کے ارشادات ہیں جن کا مقصد اپنے مریدین اور تمام امتِ مسلمہ میں عمل کا جذبہ پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ اخلاقیات کی درستی اور تقویٰ و پرہیزگاری کے ذریعے خصوصی نکھار پیدا کرنا ہے۔ اِس رسالے کی ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ اس میں اللہ پاک کی رضا والے کاموں کو سوالات کی صورت میں دینے کے ساتھ ہر نیک عمل کے نیچے 30 دنوں کے خانے دیئے گئے ہیں جس میں عمل ہونے کی صورت میں right(√) اور نہ ہونے کی صورت میں گول دائرے (0) کا نشان لگایا جاتا ہے۔

نیک اعمال کے اِس رسالے کو ایک بار غور سے پڑھتے ہی اس کی اہمیت معلوم ہو جاتی ہے کیونکہ اس مختصر سے رسالے میں ایک مسلمان خاتون کو اسلامی زندگی گزارنے کا زبردست فارمولا دیا گیا ہے، اس کی مدد سے آپ روزانہ کی بنیاد پر عبادات و اخلاقیات وغیرہ کا جائزہ لے سکتی ہیں کہ آج آپ نے کیا کیا اور کیا نہیں کیا، کیونکہ اس میں فرائض و سنن اور مستحبات، سلام و کلام، دل و نگاہ اور زبان کی حفاظت وغیرہ پر مشتمل باتوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔ غرض یہ کہ اس رسالے کی عامل ایسی باکردار بن جائے گی کہ اسے کسی بھی زاویئے سے پرکھا جائے تو بہتر ہی نظر آئے گی۔

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں: جو کوئی نیک اعمال کے رسالے کے مطابق اخلاص کے ساتھ اللہ پاک کی رضا کے لئے عمل کرے گا تو وہ اللہ پاک کا پیارا بن جائے گا ان شاء اللہ۔ اور آپ اِس کے لیے دعا فرماتے ہیں: اللہ پاک آپ کو مدینہ منورہ کے سدا بہار پھولوں کی طرح مسکراتا رکھے، کبھی بھی آپ کی خوشیاں ختم نہ ہوں، حیات و ممات (موت) برزخ و سکرات (حالتِ نزع) اور قیامت کے جاں سوز لمحات میں ہر جگہ مسرتیں اور شادمانیاں نصیب ہوں، اللہ پاک آپ کی اور تمام قبیلے کی مغفرت کرے، جنت الفردوس میں آپ کو اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا جوار عطا فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الاَمین صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم

دنیا و آخرت کی بہتری کی خواہش مند ہر مسلمان خاتون کو چاہئے کہ وہ ان نیک اعمال کے رسالے پر عمل کرنے والی بن جائے۔ ان شاء اللہ اس سلسلے میں اسلامی بہنوں کے 63 نیک اعمال کے رسالے کے ہر ہر سوال کی وضاحت کی جائے گی۔ لہٰذا نیت کر لیجئے کہ ہر ماہ ماہنامہ خواتین کا ضرور مطالعہ کریں گی اور خوب علمِ دین حاصل کریں گی۔

اللہ پاک ہمیں اپنی رضا والے کاموں کو کرنے کے لیے روزانہ نیک اعمال کا جائزہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الاَمین صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم

---

1 تفسیر صراط الجنان، 1/85 2 احیاء العلوم، 5/205 3 حکایات الصالحین، ص38 4 ابن ماجہ، 4/425، حدیث: 4106

بنتِ طارق عطاریہ مدنیہ
ناظمہ جامعۃ المدینہ فیضان ام عطار شفیع کا بھٹہ سیالکوٹ

قرآن ادبِ مصطفےٰ سکھاتا ہے (قسط3)

آیت نمبر 4

وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُؕ-وَ تُسَبِّحُوْهُ (پ26، الفتح:9) ترجمہ کنز العرفان: اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بیان کرو۔

علامہ راغب اصفہانی فرماتے ہیں: تعزیر سے مراد کسی کی اس طرح مدد کرنا ہے کہ اس کی تعظیم و تکریم بھی ملحوظ رہے۔[1] گویا کہ یہاں یہ حکم دیا جا رہا ہے کہ اللہ پاک کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم پر سچے دل سے ایمان لا کر ان کی مدد میں سر دھڑ کی بازی لگا دی جائے، ان کے دین کی سربلندی کے لیے اپنے تمام وسائل پیش کر دیئے جائیں اور یہ سب کچھ اپنی جگہ مگر حضور کے ادب و احترام کو ہمیشہ ملحوظ رکھا جائے، ایسا نہ ہو کہ دین کی خدمت تو کی جائے لیکن بارگاہِ نبوت کے آداب کو ملحوظ نہ رکھا جائے۔ نیز اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ پاک کی بارگاہ میں حضور پُر نور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی تعظیم اور توقیر انتہائی مطلوب اور بے انتہا اہمیت کی حامل ہے کیونکہ یہاں اللہ پاک نے اپنی تسبیح پر اپنے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی تعظیم و توقیر کو مُقَدَّم فرمایا ہے اور جو لوگ ایمان لانے کے بعد آپ کی تعظیم کرتے ہیں ان کے کامیاب اور بامُراد ہونے کا اعلان کرتے ہوئے اللہ پاک فرماتا ہے: فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤۙ-اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۠(۱۵۷) (پ9، الاعراف:157) ترجمہ کنز العرفان: تو وہ لوگ جو اس نبی پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اس کی مدد کریں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ نازل کیا گیا تو وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔[2]

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنت رحمۃُ اللہِ علیہ نے اس آیت کے تحت فتاویٰ رضویہ شریف میں چند مقامات پر کیا ہی خوب کلام ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ

آپ فرماتے ہیں: یہ رسول کا بھیجنا کس لئے ہے، خود فرماتا ہے: اس لئے کہ تم اللہ و رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔ معلوم ہوا کہ دین و ایمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا نام۔ جو ان کی تعظیم میں کلام کرے

اصل رسالت کو باطل و بیکار کیا چاہتا ہے، والعیاذ باللہ۔[3]
جبکہ ایک مقام پر اس آیت کے ساتھ اس سے ماقبل آیت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: مسلمانو! ان تینوں جلیل (عظمت والی) باتوں کی جمیل (خوبصورت) ترتیب تو دیکھو، سب میں پہلے ایمان کو فرمایا اور سب میں پیچھے اپنی عبادت کو اور بیچ میں اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کو، اس لئے کہ بغیر ایمان، تعظیم کارآمد نہیں۔ بہتیرے نصاریٰ ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم اور حضور پر سے دفعِ اعتراضاتِ کافرانِ لئیم میں تصنیفیں کر چکے (یعنی کفار کے اعتراضات کے جواب میں کتابیں لکھ چکے)، لکچر دے چکے مگر جبکہ ایمان نہ لائے، کچھ مفید نہیں کہ ظاہری تعظیم ہوئی، دل میں حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی عظمت ہوتی تو ضرور ایمان لاتے۔ پھر جب تک نبی کی سچی تعظیم نہ ہو، عمر بھر عبادتِ الٰہی میں گزرے، سب بے کار و مردود ہے۔ بہتیرے (بہت سے) جوگی (ایسے ہندو جو دنیا سے ترکِ تعلق کر لیتے ہیں) اور راہب (ایسے عیسائی جو دنیا سے ترکِ تعلق کر لیتے ہیں) ترکِ دنیا کر کے اپنے طور پر ذِکر عِبادَتِ الٰہی میں عمر کاٹ دیتے ہیں بلکہ ان میں بہت وہ ہیں کہ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا ذِکر سیکھتے اور ضربیں لگاتے ہیں[4] مگر ازآنجا (جب تک) کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم نہیں، کیا فائدہ؟ اَصلاً (بالکل) قابلِ قبولِ بارگاہِ الٰہی نہیں (اللہ پاک کی بارگاہ میں قبولیت کے قابل نہیں)۔[5]

فقیہِ مِلّت حضرت مفتی جلالُ الدین امجدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: آیتِ مُبارکہ میں سرکارِ اَقدس صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی تعظیم و توقیر کا جو حکم دیا گیا ہے وہ صرف جائز نہیں، بلکہ واجب و لازم ہے، لہٰذا مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر طرح حضور کا ادب بجا لائیں اور ہر جائز طریقے سے اُن کی تعظیم و توقیر کریں۔ اس لئے کہ آیتِ مُبارکہ میں تعظیمِ نبی کا حکم مطلق ہے، یعنی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی تعظیم کے لئے کوئی خاص طریقہ متعین نہیں کیا گیا، لہٰذا ہر طرح سے اُن کی تعظیم کرنا لازم ہے، البتہ اُنہیں خدا یا خدا کا بیٹا کہنا یا اللہ کی طرح اُن کے لئے کسی صفت کا ثابت کرنا شرک و کفر ہے اور اُن کو (بطورِ تعظیم) سجدہ کرنا حرام و ناجائز ہے۔ مزید فرماتے ہیں کہ اس آیتِ مُبارکہ میں سب سے پہلے ایمان کا ذکر ہے، پھر حضور کی تعظیم و تکریم کا حکم ہے اور اِس کے بعد عبادت کے لئے فرمایا گیا، جس میں اس بات کی طرف واضح اشارہ ہے کہ ایمان سب سے مُقَدَّم ہے یعنی ایمان کے بغیر رسولُ اللہ کی تعظیم مقبول نہیں، البتہ ایمان کے بعد تعظیمِ رسول کا درجہ دوسری عبادتوں سے بڑھ کر ہے کہ اس کے بغیر ساری عبادتیں نماز، روزے، زکوٰۃ و خیرات اور ہر قسم کی ساری نیکیاں ناقابلِ قبول ہیں۔[6]

الغرض حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی عظمت و بزرگی کا عقیدہ رکھنا ایمان کا جزو رکن ہے اور عملاً آپ کی تعظیم کرنا ایمان کے بعد ہر فرض سے مقدَّم (یعنی افضل و اہم تر) ہے۔[7] مزید یہ کہ حضور کی تعظیم و توقیر جس طرح اس وقت تھی جب آپ اس دنیا میں ظاہری نگاہوں کے سامنے تشریف فرما تھے، اب بھی اُسی طرح لازم و فرضِ اعظم ہے۔[8]

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں مذکورہ آیت کے تحت فرماتے ہیں: ہر وہ تعظیم جو خلافِ شرع نہ ہو حُضُور کی کی جائے گی یعنی انہیں اللہ یا اللہ کا مثل نہ کہو باقی جو احترام کے الفاظ ملیں وہ عرض کرو، انہیں سجدۂ سر نہ کرو باقی ہر قسم کی تعظیم کرو (کیونکہ) یہاں توقیر میں کوئی قید نہیں۔[9] جبکہ اپنی کتاب شانِ حبیبُ الرحمٰن میں اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں: جو تعظیمیں کہ شریعت نے حرام فرمائی ہیں، جیسے تعظیمی سجدہ کرنا اور تعظیمی رکوع کرنا وغیرہ ان کے سوا جو تعظیم بھی تم سے ممکن ہو وہ کرو، کلام میں تعظیم کرو، کہ ان کا نام شریف عظمت سے لو، ان کو اللہ اور اللہ کا بیٹا نہ کہو، باقی جو کلمے تعظیم کے ملیں کہو، ان کی ہر ہر چیز کی تعظیم، بال مُبارَک کو چومنا، لباس کی، نعلین پاک کی، ان کے لکھے ہوئے نام کی اور ان کے شہر پاک کی غرض کہ جس چیز سے ان کو نسبت ہو اس کی تعظیم کرو، اسی طرح اپنے ہاتھ اور پاؤں وغیرہ سے، اپنی ہر ہر حرکت سے ان کی عظمت کا اظہار کرو۔[10]

قصیدہ بُردہ میں ہے:

دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارٰى فِيْ نَبِيِّهِمٖ
وَاحْكُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِيْهِ وَاحْتَكِمٖ

اللہ پاک ہمیں اپنے پیارے و آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی عظمت کا خیال رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم

---

(1) المفردات، ص564 (2) تفسیر خازن، 2/188 (3) فتاویٰ رضویہ، 15/168 (4) صوفیا دل کو صاف کرنے کے لئے ایک خاص طریقے سے ذکر کرتے ہیں اور دورانِ ذکر دل کی طرف توجہ کرتے ہیں اسے ضربیں لگانا کہتے ہیں۔ (5) فتاویٰ رضویہ، 30/308 (6) تعظیمِ نبی، ص17 (7) بہار شریعت، 1/74 (8) کتاب الشفا، الجزء الثانی، ص23 (9) تفسیر نور العرفان، ص614 (10) شان حبیب الرحمٰن، ص204

بنتِ کریم عطاریہ مدنیہ
معلمہ جامعۃ المدینہ گرلز خوشبوئے عطار واہ کینٹ

عورتوں کا مردوں جیسا بننا

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مَردوں اور مَردوں کی مشابہت اِختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔[1]

شرحِ حدیث

اس حدیثِ پاک کے تحت شرح صحیح بخاری لابنِ بطال میں ہے: مَردوں کو عورتوں کے ساتھ ان کے لباس اور ان کی خاص زینت میں مشابہت اختیار کرنا جائز نہیں، اسی طرح عورتوں کو مَردوں کی خاص زینت میں ان کی مشابہت اختیار کرنا جائز نہیں۔[2] اس کی حکمت عارف باللہ علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ مرد و عورت دونوں خدا کی بنائی ہوئی چیز بدلتے ہیں۔[3] اللہ پاک نے چونکہ ہر انسان کو خواہ مَرد ہو یا عورت بہترین صورت پر پیدا فرمایا ہے، جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے: لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ﴿۴﴾ (پ30، التین:4) ترجمہ کنز العرفان: بیشک یقیناً ہم نے آدمی کو سب سے اچھی صورت میں پیدا کیا۔ لہٰذا یاد رکھئے! جس طرح کسی بھی خوبصورت تصویر کے خدوخال کو تبدیل کرنے کی کوشش کرنا گویا اسے بنانے والے کی مہارت پر کلام کرنا سمجھا جاتا ہے، اسی طرح مَرد و عورت میں سے کسی کا دوسرے کی مشابہت اختیار کرنا گویا خدا کی تخلیق کو ناقص قرار دینا ہے اور ایسا کرنا حرام ہے، چنانچہ جب فقط مشابہت اختیار کرنا منع ہے تو جنس تبدیل کروا کر عورت کا مرد اور مرد کا عورت بن جانا کیسے جائز ہو سکتا ہے! یہ تو مشابہت سے زیادہ سخت، خبیث اور بُرا عمل ہے جس کی خرابیوں کو ہر ذی شعور بآسانی سمجھ سکتا ہے۔

ایک روایت میں چار لوگوں پر دنیا و آخرت میں لعنت کی گئی اور ان کی ملعونی پر فرشتوں نے آمین کہی ان میں وہ عورت بھی شامل ہے جسے اللہ پاک نے مادہ بنایا لیکن وہ نر بنے اور مردوں کی مشابہت اختیار کرے۔[4] جبکہ ابنِ صالح اپنے بعض شیوخ سے روایت کرتے ہیں کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم فرماتے ہیں: اللہ پاک اور فرشتوں نے لعنت کی اس مرد پر جو عورت بنے اور اس عورت پر جو مرد بنے۔[5]

مَردوں سے مشابہت کے مختلف انداز: آج کل بہت سی عورتیں مختلف انداز میں مَردوں سے مشابہت اختیار کرتی ہیں مثلاً مردانہ لباس و جوتے پہننا اور مَردانہ طرز کے بال کٹوانا وغیرہ۔ ابو داود شریف میں ہے کہ جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی گئی کہ ایک عورت (مَردانہ) جوتا پہنتی ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے مَردانہ (جوتا پہننے والی) عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔[6]

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مَرد کو عورت، عورت کو مَرد سے کسی لباس، وضع، چال ڈھال میں بھی تشبہ (نقل

کرنا) حرام۔[7] جبکہ مشہور محدث شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: عورتوں کو مَردوں سے مشابہت اختیار کرنی مکروہ ہے اور اس کا لحاظ اس حد تک ہے کہ عورتوں کو چاندی کی انگوٹھی پہننی مکروہ ہے، اگر کبھی اتفاقاً پہننی پڑے تو اسے زعفران وغیرہ سے رنگ لے۔[8] اور مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: عورتوں کا مردوں کی سی شکل بنانا، ان کا لباس پہننا، ان کی طرح بے پردہ پھرنا حرام ہے لہٰذا عورتیں عمامہ نہ باندھیں، کرتے پائجامہ میں فرق کریں، حتی کہ جوتا بھی مَردوں سے ممتاز رکھیں۔[9] چنانچہ جو عورتیں مردانہ طور طریقے (Style) اپنانے کا شوق رکھنے کی وجہ سے مَردوں کی نقالی کرتی ہیں یا بے توجہی میں ایسا کر جاتی ہیں، دونوں کو اس بارے میں احتیاط کرنی چاہئے۔

چھوٹے بچوں میں بھی اس بات کا خیال رکھا جائے: ہمارے ہاں اکثر چھوٹے بچوں اور بچیوں میں بھی اس بات کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ مثلاً چھوٹی بچیوں کو لڑکوں والے کپڑے پہنانا، پینٹ شرٹ پہنانا، چھوٹے بچوں کے ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانا،[10] لڑکوں کے کان چھدوا کر بالی وغیرہ پہنانا،[11] سونے کی انگوٹھی، چاندی کے کنگن وغیرہ پہنانا یہ سب کہیں نہ کہیں ہمارے معاشرے میں رائج ہے، یہ سب ناجائز ہے۔

یاد رہے! اگرچہ نابالغ بچوں، بچیوں کو اس کا گناہ نہیں ملتا، البتہ جو ان بچوں، بچیوں کے ساتھ اس طرح کے معاملات کرتے ہیں وہ ضرور گنہگار ہوں گے۔ نیز ایسا کرنے سے بچوں کے ذہنوں میں ایسے لباس وغیرہ پہننے کی عادتیں پختہ ہو جاتی ہیں جو بڑے ہونے کے بعد بھی ان کے اندر باقی رہتی ہیں۔ لہٰذا بچپن ہی سے ان کا یہ ذہن بن جاتا ہے کہ شاید یہ سب اچھے انداز ہیں۔ لہٰذا ان کے اپنانے میں کوئی حرج نہیں۔ یوں ان کے اندر یہ عادتیں پروان چڑھتی ہیں۔

غیر مسلموں کی نقالی کرنا کیسا؟ ذرا غور کیجیے کہ جب مرد اور عورت کے ایک دوسرے کی نقالی کرنے کی اتنی سخت وعیدیں ہیں تو غیر مسلموں کی نقالی کرنے کی کیا تباہ کاریاں ہوں گی! یہاں ان لوگوں کے لیے لمحہ فکریہ ہے جو لباس، بالوں اور دیگر عادات و اطوار وغیرہ میں غیر مسلموں کی نقالی کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں کہ فرمانِ مصطفٰے صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم ہے: جو کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے وہ انہی میں سے ہے۔[12] حکیم الامت مفتی احمد یار خان رحمۃُ اللہِ علیہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: یعنی جو شخص دنیا میں کفار، فاسق و بدکار کے سے لباس پہنے، ان کی سی شکل بنائے، کل قیامت میں ان کے ساتھ اٹھے گا اور جو متقی مسلمانوں کی سی شکل بنائے ان کا لباس پہنے وہ کل قیامت میں ان شاء اللہ متقیوں کے زمرے میں اٹھے گا۔[13] ہمیں بھی غور کرنا چاہیے کہ ہم اپنے اقوال و افعال، اعمال و کردار اور اندازِ زندگی میں کس کی مشابہت اختیار کرنے کو پسند کرتی ہیں!

ہمیں کن کی نقالی کرنی چاہیے؟ مسلمان ہونے کے ناطے ہمیں ان ہستیوں کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کرنی چاہیے جنہوں نے اللہ و رسول صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کی محبت اور سرکارِ مدینہ صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کی سنتوں کو ہی اپنا شعارِ زندگی بنائے رکھا۔ جن کی زندگی کا مقصد ہی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کی محبت اور ان کی رضا تھی۔ جن کی ہر ہر ادا میں سنتِ مصطفٰے اور ادائے مصطفٰے کی جھلک نظر آتی تھی اور وہ ہستیاں ازواجِ مطہرات رضی اللہُ عنہن، خاتونِ جنت بی بی فاطمہ رضی اللہُ عنہا اور دیگر صحابیات و صالحات ہیں۔ لہٰذا ہمیں ان کے طرزِ زندگی کو اپنانے اور ان کی نقالی کی کوشش کرنی چاہیے کہ اچھوں کی نقل بھی اچھی ہوتی ہے۔

اللہ پاک ہمیں ان مقدس ہستیوں کی نقل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے صدقے ہمیں بھی اچھا بنا دے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

(1) بخاری، 4/73، حدیث: 5885 (2) شرح صحیح بخاری لابن بطال، 9/140 (3) الحدیقۃ الندیۃ، 2/558 (4) معجم کبیر، 8/204، حدیث: 7827 (5) تاریخ ابنِ عساکر، 64/196 (6) ابوداود، 4/84، حدیث: 4099 (7) فتاویٰ رضویہ، 22/664 (8) اشعۃ اللمعات مترجم، 5/607 ملخصاً (9) مراٰۃ المناجیح، 6/152 (10) رد المحتار، 9/599 (11) رد المحتار، 9/693 (12) ابوداود، 4/62، حدیث 4031 (13) مراٰۃ المناجیح، 6/109

روزِ قیامت اجرامِ فلکی کی کیفیت (قسط 7)

سلسلہ: ایمانیات

شعبہ ماہنامہ خواتین

جب قیامت قائم ہوگی تو ہر چیز فنا ہو جائے گی، یہ بات تو سب ہی جانتے و مانتے ہیں، چنانچہ اس دن کی دہشت و ہولناکی کے باعث زمین و آسمان، پہاڑ اور سمندروں کی کیفیت کیسی ہو گی، یہ گزشتہ اقساط میں تفصیل سے بیان ہو چکا ہے، اب ذیل کی سطور میں چاند سورج اور تاروں کے متعلق کچھ باتیں بیان کی جارہی ہیں۔

ستاروں کی کیفیت

ستارے جھڑ جائیں گے، جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے: اِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ۝۲ (پ30، التکویر:2) ترجمہ کنز العرفان: جب تارے جھڑ پڑیں گے۔ یعنی روزِ قیامت ستارے جھڑ کر بارش کی طرح آسمان سے زمین پر گر پڑیں گے اور کوئی ستارہ اپنی جگہ پر باقی نہ رہے گا۔[1] تفسیر قرطبی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے: تارے جب ٹوٹ کر زمین پر گریں گے تو کوئی تارا بھی اپنی جگہ پر باقی نہ رہے گا۔ نیز انہی سے یہ بھی مروی ہے کہ تارے گویا کہ قندیلیں ہیں جو آسمان اور زمین کے درمیان نور کی زنجیروں سے لٹکی ہوئی ہیں، وہ زنجیریں نوری فرشتوں کے ہاتھوں میں ہیں، جب پہلا صور پھونکا جائے گا اور زمین و آسمان میں ہر کوئی مرجائے گا تو جن فرشتوں کے ہاتھوں میں زنجیریں ہیں ان کے مرجانے کے سبب وہ زنجیریں آزاد ہو جائیں گی اور یوں ستارے گرنے لگیں گے۔[2]

اسی بات کو اس سے اگلی سورت میں یوں بیان کیا گیا: اِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ۝۲ (پ30، الانفطار:2) ترجمہ کنز العرفان: جب ستارے جھڑ پڑیں گے۔ یعنی اس دن ستارے اپنی جگہوں سے اس طرح جھڑ کر گر پڑیں گے، جس طرح پروئے ہوئے موتی ڈوری سے گرتے ہیں۔[3]

البتہ! یہ بھی یاد رہے کہ تاروں کے جھڑنے سے پہلے انہیں بے نور کر دیا جائے گا، گویا کہ روشن و جگمگ تاروں کا کوئی وجود ہی نہ رہے گا، جیسا کہ سورہ تکویر کی دوسری آیت کی تفسیر میں امام قرطبی نے نقل کیا ہے کہ یہ بھی احتمال موجود ہے ان ستاروں کے ٹوٹ کر گرنے سے مراد ان کے آثار کا مٹ جانا ہے۔[4] یہی مفہوم قرآنِ کریم میں یوں بھی مذکور ہے: فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ ۝۸ (پ29، المرسلت:8) ترجمہ کنز العرفان: پھر جب تارے مٹا دیئے جائیں گے۔ امام رازی یہاں فرماتے ہیں کہ اس دن ستاروں کو بے نور کر کے مٹا دیا جائے گا اور ستاروں کے بے نور ہونے اور جھڑنے کی وجہ یہ ہو گی کہ ستاروں کو آسمان کی زینت کے لئے بنایا گیا ہے جب آسمان ہی نہ رہے گا تو ستاروں کی بھی ضرورت نہ رہے گی۔[5]

چاند سورج کی کیفیت

قیامت والے دن سورج کی جو کیفیات متفرق آیات و روایات میں مروی ہیں، آیئے ترتیب وار ان کا جائزہ لیتی ہیں:

چاند اور سورج کو لپیٹنا اور ان دونوں کا بے نور و تاریک ہونا:
قرآنِ کریم میں ہے: **اِذَا الشَّمۡسُ كُوِّرَتۡ ۪ۙ** (پ30، التکویر: 1) ترجمہ کنز العرفان: جب سورج کو لپیٹ دیا جائے گا۔

ایک تفسیر کے مطابق سورج کو لپیٹنے سے مراد یہ ہے کہ اس کو پلٹ دیا جائے گا، اوندھا کر دیا جائے گا۔[6] جبکہ دیگر تفاسیر کے مطابق سورج کو نہیں بلکہ اس کی روشنی کو لپیٹا جائے گا جیسا کہ تفسیرِ حسنات میں ہے: یہاں سورج سے مراد اس کی روشنی یا دھوپ ہے، یعنی اس کی روشنی یا دھوپ ختم ہو جائے گی اور وہ اس دن سیاہ و تاریک ہو جائے گا۔[7] اور تفسیر نور العرفان میں اس آیت کے تحت مذکور ہے کہ جب دھوپ لپیٹی جائے تو سورج میں روشنی نہ رہے مگر گرمی اور بھی زیادہ ہو جائے۔[8] سورج کو لپیٹا جائے یا اس کی روشنی کو، یہ اپنی جگہ، مگر یہ کام ہو گا کس طرح؟ اس کی وضاحت کرتے ہوئے امام ابنِ جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ مختلف اقوال نقل کرنے کے بعد اپنا مختار قول بیان فرماتے ہیں کہ کلامِ عرب میں تکویر کا معنیٰ ہے: ایک چیز کے بعض اجزا کو اس کے اوپر لپیٹنا، جیسے عمامہ کو سر کے اوپر لپیٹا جاتا ہے یا جیسے بڑی چادر میں کپڑے جمع کر کے اس چادر کو کپڑوں کے اوپر لپیٹا جاتا ہے، اسی طرح سورج کو لپیٹنے کا معنیٰ یہ ہے کہ سورج کے بعض اجزا کو بعض پر لپیٹا جائے گا تو اس کی روشنی جاتی رہے گی۔[9] تفسیر مدارک میں اس مفہوم کو یوں بیان کیا گیا ہے کہ سورج کی روشنی کو عمامے کے سر پر لپیٹنے کی طرح لپیٹا جائے گا تو اطراف میں اس کی روشنی کا پھیلاؤ ختم ہو جائے گا۔[10]

چاند کی حالت بھی قیامت کے دن سورج سے مختلف نہ ہو گی، بلکہ یہ بھی لپیٹ دیا جائے گا اور بے نور ہو جائے گا۔ چنانچہ اس کے بے نور ہونے کا ذکر قرآن کریم میں یوں مذکور ہے: **وَ خَسَفَ الۡقَمَرُ ۙ** (پ29، القیمۃ: 8) ترجمہ کنز العرفان: اور چاند تاریک ہو جائے گا۔ جبکہ لپیٹنے کا ذکر بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ چاند اور سورج دونوں کو قیامت کے دن لپیٹ دیا جائے گا۔[11]

چاند اور سورج دونوں مل جائیں گے: اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: **وَ جُمِعَ الشَّمۡسُ وَ الۡقَمَرُ ۙ** (پ29، القیمۃ: 9) ترجمہ کنز العرفان: اور سورج اور چاند کو ملا دیا جائے گا۔ یہ ملا دینا کیسے ہو گا؟ اس کے متعلق منقول ہے کہ یہ ملنا دو طرح ہو گا: یا تو یہ طلوع ہونے میں ہو گا کہ دونوں مغرب سے طلوع ہوں گے یا پھر بے نور و تاریک ہونے میں ہو گا کہ دونوں کی روشنی ختم ہو جائے گی۔[12] یا پھر دونوں کو لپیٹ کر سمندر میں ڈال دیا جائے گا جس سے وہ آگ بن جائے گا اور سارا پانی بھاپ بن کر اڑ جائے گا۔[13] یا پھر اس دن دونوں کو جہنم کی آگ میں ڈال دیا جائے گا، کیونکہ دونوں کی اللہ پاک کے سوا عبادت کی گئی، ان دونوں کو آگ کا عذاب نہ ہو گا کیونکہ وہ دونوں جمادات میں سے ہیں اللہ پاک ان دونوں کے ساتھ یہ معاملہ اس لیے کرے گا تاکہ کافروں کو زیادہ شرمندہ کرے اور انہیں حسرت دلائے، نیز چاند اور سورج کے جہنم میں ہونے کے متعلق مسند ابی داود طیالسی میں ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا: سورج اور چاند جہنم میں دوزخی بیلوں کی طرح ہوں گے[14]۔[15] بہر حال یہ بھی ممکن ہے کہ مذکورہ سب باتیں ہی وقوع پذیر ہوں، یعنی جس دن قیامت آنی ہے اس دن سورج اور چاند دونوں مغرب سے طلوع ہوں، پھر دونوں کی روشنی کو ان پر لپیٹ کر سمندر میں پھینک دیا جائے کہ سمندر بھی ایک قول کے مطابق جہنم ہی کا حصہ ہے۔ (اس کی تفصیلات گزشتہ قسط میں بیان ہو چکی ہیں۔) (واللہ اعلم)

یہاں یہ بات ذکر کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہو گا کہ ایک مرتبہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کوفہ میں حضرت ابو سلمہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تشریف فرما تھے کہ انہوں نے آپ کو یہ حدیث پاک سنائی کہ سورج، چاند دونوں کو قیامت کے دن جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ اس پر حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہنے لگے: ان دونوں کا کیا گناہ ہے جو ان کو دوزخ میں پھینک دیا جائے گا؟ تو حضرت ابو سلمہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: (اس کی حقیقت تو مجھے معلوم نہیں) میں نے تو بس آپ کے سامنے حدیث بیان کی ہے۔ چنانچہ ان کی یہ بات سن کر حضرت حسن

بصری خاموش ہو گئے۔[16] اس سے معلوم ہوا کہ قرآن و حدیث میں وہ تمام باتیں جو ہماری عقل میں نہ آئیں اور ان کے متعلق ہمیں بزرگانِ دین کے اقوال سے کوئی خاص رہنمائی بھی نہ ملتی ہو تو خاموش ہو جانا ہی بہتر ہے۔ بہر حال اس سوال کا جواب دیگر علما نے یہ دیا ہے کہ چاند اور سورج کو دوزخ میں ڈالنے سے ان کو عذاب دینا لازم نہیں آتا کیونکہ دوزخ میں اللہ پاک کے فرشتے بھی ہوں گے، پتھر بھی ہوں گے اور بھی کئی چیزیں ہوں گی اور اہلِ دوزخ کو عذاب دینے کے لیے عذاب کے کئی آلات ہوں گے، لہٰذا سورج اور چاند کا عذاب یافتہ ہونا لازم نہیں آئے گا۔ نیز ایک قول کے مطابق سورج اور چاند کو چونکہ آگ سے پیدا کیا گیا ہے، لہٰذا قیامت کے دن ان کو آگ میں لوٹا دیا جائے گا۔[17] جبکہ امام رازی نے ایک قول یہ نقل کیا ہے کہ سورج کو جہنم میں ڈالنے کی یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ جہنم کی آگ مزید گرم ہو۔[18]

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح البیان میں اسی بات کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سورج اور چاند کو (دراصل) جہنم میں نہیں پھینکا جائے گا، بلکہ وہ مادہ شمسی جو ناری ہے اسے آگ میں پھینکا جائے گا، ورنہ اس کا جو مادہ نوری ہے وہ عرش سے ملحق ہو گا اور اس کا ناری مادہ نار میں۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ سورج کو آگ میں کیسے ڈالا جائے گا، حالانکہ سورج تو زمین سے کئی گنا زیادہ بڑا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ پاک اس بات پر قادر ہے کہ وہ سورج کو کسی اخروٹ کے چھلکے میں داخل کر دے، یعنی بہت چھوٹا کر دے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اللہ پاک قیامت کے دن زمین کو بہت بڑا کر دے گا، یہاں تک کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک کافر جہنمی کی داڑھ احد کی مثل ہو گی اور اس کا جسم 3 دنوں کی راہ کے برابر ہو گا، جب ہر کافر کی اتنی موٹائی، لمبائی ہو گی تو جہنم کتنی وسیع ہو گی۔ اس اعتبار سے تو وہاں سورج کا کرہ ایسے پڑا ہو گا جیسے گھر میں اخروٹ کا دانہ۔[19]

روزِ محشر سورج کی کیفیت: سورج کو لپیٹ کر سمندر میں پھینکا جائے یا جہنم میں، بہر حال وقوعِ قیامت کے ساتھ ہی یہ بھی فنا ہو جائے گا، البتہ! وہ روایات جن میں یہ مروی ہے کہ سورج مخلوق سے میل یا سوا میل قریب ہو گا تو اس دن جو سورج ہو گا وہ ہماری دنیا والا سورج نہ ہو گا، بلکہ اللہ پاک کی قدرت سے نیا ہو گا، جیسا کہ زمین و آسمان فنا ہونے کے بعد روزِ محشر دوبارہ ایک نئے وجود کے ساتھ بنائے جائیں گے، اسی طرح سورج بھی نیا ہو گا اور اس کی کیفیت کیا ہو گی، اس کے متعلق ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے دن سورج کو مخلوق کے قریب کر دیا جائے گا یہاں تک کہ سورج اُن سے ایک میل کے فاصلے پر رہ جائے گا۔ اس حدیث کے راوی فرماتے ہیں: میں نہیں جانتا کہ مِیل سے حضور کی مراد کیا ہے؟ کیا زمینی مسافت والا میل مراد ہے یا پھر وہ سَلائی جس سے آنکھوں میں سرمہ لگاتے ہیں۔[20] جبکہ ایک روایت میں سورج کے قریب ہونے کا تذکرہ ان الفاظ میں ہے: قیامت کے دن سورج ایک یا دو کمانوں کی مقدار لوگوں کے سروں کے قریب ہو گا اور اس دن اسے دس سالوں جتنی گرمی دیدی جائے گی۔[21]

قیامت کے دن سورج کا اس قدر قریب ہونا اور اتنی آگ برسانا جتنی وہ دنیا میں دس سالوں کے برابر برساتا رہا، اس ہولناکی کا بس تصور ہی کیا جا سکتا ہے، حقیقت میں اس کا عالم کیا ہو گا، اللہ پاک ہی بہتر جانتا ہے، ہمیں تو بس یہ دعا مانگتے رہنا چاہئے کہ اللہ پاک محشر کی اس گرمی سے ہم سب کو محفوظ فرمائے اور اپنے سایہ عرش تلے جگہ نصیب فرمائے کہ جس دن سوائے اس کے عرش کے کسی اور چیز کا سایہ نہ ہو گا۔

---

(1) تفسیر صراط الجنان، 10 / 547 (2) تفسیر قرطبی، 10 / 160 (3) تفسیر صراط الجنان، 10 / 562 (4) تفسیر قرطبی، 10 / 5360 (5) تفسیر کبیر، 11 / 72 (6) تفسیر طبری، 12 / 457 (7) تفسیر الحسنات، 7 / 1230 (8) تفسیر نور العرفان، ص 935 (9) تفسیر طبری، 12 / 457 (10) تفسیر نسفی، ص 1324 (11) بخاری، 2 / 378، حدیث: 3200 (12) تفسیر روح البیان، 10 / 245، 246 (13) تفسیر الحسنات، 7 / 1232 مفہوماً (14) مسند ابو داود طیالسی، ص 281، حدیث: 2103 (15) تفسیر قرطبی، 10 / 72 (16) فتح الباری، 7 / 246، تحت الحدیث: 3200 (17) فتح الباری، 7 / 246، تحت الحدیث: 3200 (18) تفسیر کبیر، 11 / 63 (19) تفسیر روح البیان، 10 / 343 ملخصاً (20) مسلم، ص 1173، حدیث: 7206 (21) مصنف عبد الرزاق، 10 / 338، حدیث: 21014

حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی والدہ ماجدہ (قسط 9)

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی پیدائش سے متعلق بالخصوص شب ولادت میں رونما ہونے والے عجائبات وغیرہ کا ذکر تیسری قسط سے مسلسل جاری ہے، ان میں سے بعض کا تعلق اگرچہ حضور کی والدہ ماجدہ کی سیرت سے نہ تھا، مگر موضوع کی مناسبت سے انہیں اس موقع پر بیان کرنا زیادہ بہتر لگا تاکہ بعد میں دوبارہ اس موضوع پر الگ سے نہ لکھنا پڑے۔ چنانچہ اسی سلسلے کا آخری واقعہ پیشِ خدمت ہے، پھر اس کے بعد ان شاء اللہ دوبارہ حضرت آمنہ کی سیرت کے سلسلے کو آگے بڑھایا جائے گا۔

حضور کے دادا جان کا عجائبات دیکھنا اور خوشی منانا: حضرت عبد المطلب سے منقول ہے کہ وہ شب ولادت کعبہ کے پاس تھے، جب آدھی رات ہوئی تو کیا دیکھتے ہیں کہ کعبہ مقامِ ابراہیم کی طرف جھکا اور سجدہ کیا اور اس سے آواز آئی: اللہ اکبر، اللہ اکبر! یعنی اللہ بلند و بالا ہے وہ رب ہے محمد مصطفٰے کا۔ اب مجھے میرا رب بتوں کی پلیدی اور مشرکوں کی نجاست سے پاک فرمائے گا۔ پھر غیب سے آواز آئی: ربِّ کعبہ کی قسم! خبر دار ہو جاؤ! کعبہ اس نومولود کا قبلہ و مسکن ہے۔ اس کے بعد انہوں نے یہ بھی دیکھا کہ وہ بت جو کعبہ کے ارد گرد نصب تھے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور ہبل نامی سب سے بڑا بت منہ کے بل گر پڑا۔[1] اتنے میں انہیں کسی نے حضور کی ولادت کی خبر دی تو فرماتے ہیں کہ کعبہ و بتوں کی یہ صورتِ حال دیکھ کر انہیں لگا گویا کہ نیند میں ہیں اور خواب دیکھ رہے ہیں، پھر جب یقین ہو گیا کہ واقعی جاگ رہے ہیں تو باب بنی شیبہ سے نکل کر بطحائے مکہ کی طرف چل پڑے، پھر کیا دیکھتے ہیں کہ ادھر صفا و مروہ بھی حرکت میں ہیں، ہر طرف سے گویا انہیں یہی صدا سنائی دے رہی تھی کہ آپ کو کیا ہو گیا ہے، آپ یہ سب دیکھ کر ڈر رہے ہیں حالانکہ آپ تو قریش کے سردار ہیں۔ چونکہ وہ اپنے پوتے کو دیکھنے کے لئے بے تاب ہو رہے تھے، اس لئے ان تمام عجائبات سے نظریں ہٹا کر خاموشی سے گھر کی طرف چل دیئے، گھر پہنچنے پر سب سے پہلے حضرت آمنہ کی پیشانی پر نظر پڑی اور ان کی پیشانی پر نورِ نبی کی چمک نہ پا کر اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے عرض کی: وہ نور اب انسانی شکل میں ظاہر ہو چکا ہے۔[2] جبکہ بعض کتبِ سیرت میں ہے کہ حضور کی ولادت کا پیغام حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے بھیجا تھا، جب یہ پیغام پہنچا تو حضرت عبد المطلب اس وقت کعبہ شریف میں اپنے بچوں اور دیگر لوگوں کے درمیان تشریف فرما تھے، یہ پیغام سن کر آپ حد درجہ خوش ہوئے اور اپنے قریبی لوگوں کے ساتھ فوراً چل پڑے۔ گھر پہنچے اور حضور کی زیارت کی تو حضرت آمنہ نے ان کو وہ ساری باتیں بتا دیں جو پیدائش کے وقت انہوں نے دیکھی اور سنی تھیں، پھر حضرت عبد المطلب حضور کو لے کر خانہ کعبہ گئے، اللہ پاک سے دعائیں مانگیں اور اس عطا پر شکر ادا کیا۔ اس وقت آپ کی زبان پر چند اشعار تھے، ان میں سے دو یہ ہیں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی اَعْطَانِی   هٰذَا الْغُلَامَ الطَّیِّبَ الْاَرْدَانَ
قَدْ سَادَ فِی الْمَهْدِ عَلَی الْغِلْمَانِ   اُعِیذُهٗ بِالْبَیْتِ ذِی الْاَرْکَانِ

یعنی سب تعریفیں اللہ پاک کیلئے ہیں کہ جس نے مجھے ایسا طیب و مبارک بچہ عطا کیا۔ یہ اپنے پنگھوڑے میں ہی سارے بچوں کا سردار بن گیا ہے۔ میں اسے ارکان والے بیت اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں۔[3]

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ابو طالب سے سنا، وہ بتاتے تھے کہ جب حضور پیدا ہوئے تو حضرت عبد المطلب آئے، آپ کو اٹھایا، ماتھے پر بوسہ دیا اور ابو طالب کے حوالے کرتے ہوئے کہا یہ تمہارے پاس میری امانت ہے، میرے اس بیٹے کی بڑی شان ہو گی۔ پھر حضرت عبد المطلب نے اونٹ اور بکریاں ذبح کروائیں، تمام اہلِ مکہ کی تین دن دعوت کی۔ پھر مکہ مکرمہ کی طرف آنے والے ہر راستے پر اونٹ ذبح کرواکے رکھ دیئے جن سے تمام انسانوں، جانوروں اور پرندوں کو گوشت لینے کی اجازت تھی۔[4] اس بات کو کئی سیرت نگاروں نے بیان کیا ہے کہ حضرت عبد المطلب نے کثیر اونٹ ذبح فرمائے۔ مگر کب؟ اس کی تاریخ میں اختلاف ہے۔ مثلاً تاریخِ خمیس میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے پیدا ہونے کی خوشی میں ساتویں دن عقیقے کے موقع پر حضرت عبد المطلب نے کئی اونٹ ذبح کر کے قریش کے تمام لوگوں کی دعوت کی۔[5] جب کھانے کے بعد سب نے آپ کے نورِ نظر کا نام پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے اس کا نام محمد رکھا ہے۔ (چونکہ اس وقت باپ دادا کے نام پر نام رکھنے کا عام رواج تھا اور ایسا نام پہلے کبھی نہیں رکھا گیا تھا، لہٰذا) وہ کہنے لگے: ایسا نام رکھنے کی کیا وجہ ہے؟ تو آپ نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ آسمان میں اللہ پاک اور زمین پر اس کی مخلوق میرے نورِ نظر کی تعریف کرے۔[6] یہ نام رکھنے کا ایک سبب شاید وہ خواب بھی تھا جو آپ نے حضور کی ولادت سے قبل دیکھا تھا، یہ خواب کئی سیرت نگاروں نے بیان کیا ہے۔ جبکہ امام ابو نعیم نے اپنی دلائلُ النبوہ میں یہ خواب ابو طالب کے حوالے سے کچھ اس طرح بیان کیا ہے کہ میرے والد عبد المطلب فرماتے ہیں: میں حطیمِ کعبہ میں آرام کر رہا تھا کہ میں نے ایک ہولناک خواب دیکھا جس سے میں سخت گھبرا گیا۔ چنانچہ میں قریش کی کاہنہ کے پاس آیا اور اسے بتایا کہ میں نے آج رات خواب دیکھا ہے کہ ایک درخت اُگا، اس کی اونچائی آسمان تک اور اس کی شاخیں مشرق و مغرب میں پھیل گئی ہیں، میں نے اس سے زیادہ چمک دار نور نہیں دیکھا بلکہ وہ نور سورج کے نور سے بھی 70 گنا زیادہ تھا، تمام عرب و عجم اسے سجدہ کر رہے تھے، وہ نور ہر لمحہ بڑھتا اور بلند ہوتا جاتا تھا، کبھی پوشیدہ اور کبھی ظاہر ہو جاتا، میں نے دیکھا کہ قریش کے کچھ لوگ اس کی شاخوں سے لٹک رہے ہیں جبکہ بعض اس درخت کو کاٹنا چاہتے ہیں، مگر جب وہ اس کے قریب آئے تو ایک انتہائی خوبرو نوجوان نے انہیں پکڑ لیا اور ان کی کمروں کو توڑ دیا اور آنکھیں پھوڑ دیں، میں نے ہاتھ بڑھایا تاکہ اس سے کچھ حصہ لے لوں (مگر ایسا نہ کر سکا) پھر پوچھا کہ اس سے کس کس کو حصہ ملے گا؟ تو جواب ملا: جو آپ سے پہلے اس درخت کے ساتھ لٹک رہے ہیں، اس کے بعد میں گھبرا کر جاگ اٹھا۔ یہ خواب سن کر اس کاہنہ کے چہرے کا رنگ اڑ گیا اور وہ کہنے لگی: اگر آپ کا خواب سچا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ آپ کی اولاد میں ایک ایسی ہستی پیدا ہو گی جو مشرق و مغرب کی مالک ہو گی اور لوگ اس کے مطیع ہو جائیں گے۔ حضرت عبد المطلب نے ابو طالب کو جب اپنا یہ خواب اور اس کی تعبیر بتائی تو کہا کہ شاید اس خواب میں میں نے جو شخص دیکھا ہے وہ تم ہی ہو۔ مگر جب حضور کی ولادت ہوئی تو ابو طالب نے کہا: اللہ کی قسم! وہ درخت (جو میرے والد عبد المطلب نے خواب میں دیکھا تھا) اس سے مراد حضور ہی ہیں۔ اس پر کسی نے ابو طالب سے عرض کی کہ جب آپ یہ حقیقت جانتے ہیں تو پھر ان پر ایمان کیوں نہیں لے آتے؟ تو وہ فرمانے لگے کہ مجھے اپنے باپ دادا کا دین چھوڑنے پر شرمندگی کا خوف ہے۔[7]

---

❶ مدارج النبوت مترجم، 2 / 32 ❷ شرف المصطفیٰ، 1 / 361 تا 363، حدیث: 108 ❸ طبقات کبریٰ، 1 / 84 ❹ دلائل النبوۃ لابی نعیم، ص 78، حدیث: 81 ❺ تاریخ خمیس، 1 / 204 ❻ سبل الہدیٰ والرشاد، 1 / 360 ❼ دلائل النبوۃ لابی نعیم، ص 54، حدیث: 51

حضرت یوسف علیہ السّلام کے معجزات و عجائبات (قسط 7)

شعبہ ماہنامہ خواتین

بی بی زلیخا کی آمد: حضرت یوسف علیہ السّلام کے حسن و جمال کا تذکرہ چونکہ مصر کے ہر فرد کی زبان پر تھا، لہٰذا ہر خاص و عام آپ کی زیارت کو کھنچا چلا آرہا تھا، چنانچہ یہ کیسے ممکن تھا کہ مصر کی ملکہ بی بی زلیخا کو حسنِ یوسفی کے متعلق معلوم ہوتا اور وہ نہ آتیں، چنانچہ جب وہ خوب شان و شوکت سے آراستہ ہو کر آتی ہیں اور ان کی نظر حضرت یوسف علیہ السّلام کے چہرے پر پڑتی ہے تو ان کی آنکھیں پتھرا جاتی ہیں اور قریب تھا کہ غش کھا کر اپنی سواری سے گر جاتیں کہ خادماؤں نے آپ کو سنبھال لیا۔ کیونکہ ان کی نگاہیں تو ایک طویل عرصے سے آپ کی زیارت کی مشتاق تھیں کہ جب سے انہوں نے خواب میں حضرت یوسف علیہ السّلام کی صورت کو دیکھا تھا وہ کبھی فراموش نہ کر پائیں۔(اس واقعے کی تفصیلات ماہنامہ خواتین ویب ایڈیشن جولائی 2022 کے شمارے میں بیان ہو چکی ہیں)۔[1]

بی بی زلیخا ابھی 9 سال کی تھیں کہ خواب میں حضرت یوسف کی زیارت سے مشرف ہوئیں کہ آپ کو ان کے لئے اور اس ہستی کو آپ کے لئے پیدا کیا گیا ہے، مگر جب خواب میں یہ معلوم ہوا کہ یہ شاہِ مصر ہیں تو انہوں نے کئی ممالک کے بادشاہوں کے آئے ہوئے رشتوں کو ٹھکرا کر شاہِ مصر سے شادی کے لئے فوری اصرار کیا، مگر شادی کے بعد جب دیکھا کہ شاہِ مصر وہ خواب والی ہستی نہیں تو غم سے بے ہوش ہو گئیں، چنانچہ ہاتفِ غیبی سے آواز آئی کہ صبر رکھیں، ابھی اس ہستی سے ملاقات کا وقت نہیں آیا۔[2] جب ایک طویل عرصے کے بعد دوبارہ حضرت یوسف علیہ السّلام کی زیارت ہوئی تو انہیں یقین نہ ہوا کیونکہ ان کے خواب کے مطابق تو حضرت یوسف کو مصر کا بادشاہ ہونا چاہئے تھا مگر وہ تو ایک غلام کے روپ میں نظر آرہے تھے۔ انہیں کچھ سمجھ نہ آرہی تھی، چنانچہ کچھ دیر کے لئے ہوش کھو بیٹھیں، پھر جب ہوش سنبھالا تو ایک ہم راز خادمہ کے پوچھنے پر اسے اپنے خواب سے متعلق ساری بات بتادی، جس نے مشورہ دیا کہ اب یہ بات کسی اور کو مت بتایئے گا، کہیں بادشاہ اس غلام کو نقصان نہ پہنچادے۔ مگر بی بی زلیخا نے پختہ ارادہ کر لیا کہ وہ حضرت یوسف کو ہر صورت میں خرید کر رہیں گی خواہ اس کے لئے انہیں کچھ بھی کرنا پڑے۔ ادھر یہ بات کسی نہ کسی طرح بادشاہ کے کانوں تک بھی پہنچ ہی گئی، لیکن اس نے پروانہ کی۔[3] چنانچہ،

جب بی بی زلیخا نے شاہِ مصر کو پیغام بھیجا کہ اس غلام کو ہر صورت میں خرید لیجئے خواہ اس کے لئے آپ کو پورا خزانہ دینا پڑے تو بادشاہ بھی حضرت یوسف کو خریدنے پر راضی ہو گیا۔ جب دیگر لوگوں کو یہ بات معلوم ہوئی تو وہ خود ہی پیچھے ہٹ گئے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ حضرت یوسف کو خریدنے کے لئے جو قیمت بادشاہ اور اس کی ملکہ ادا کر سکتے ہیں ان میں سے کوئی بھی ادا نہیں کر سکتا۔ جب بادشاہ نے مالک بن زعر سے قیمت پوچھی تو حضرت یوسف علیہ السّلام کے ساتھ انسانی شکل میں موجود فرشتے نے مالک بن زعر کو مشورہ دیا کہ بادشاہ سے کہو: سونے، چاندی، موتی، یاقوت، ابریشم، عنبر، کافور

اور مسک میں سے ہر ایک شے اس غلام کے وزن کے برابر دیدے۔ بادشاہ راضی ہو گیا اور اس نے اپنے وزیر کو فوری یہ قیمت ادا کرنے کا حکم دیا، وزیر نے ایک بہت بڑا ترازو بنا کر اس کے ایک پلڑے میں حضرت یوسف علیہ السّلام کو بٹھایا اور دوسرے پلڑے میں پہلی بار پانچ لاکھ دینار رکھے تو وہ کم پڑ گئے، پھر مزید اتنے دینار لائے گئے مگر وہ بھی کم پڑ گئے، چنانچہ کئی مرتبہ ایسا ہی کیا گیا یہاں تک کہ سارا خزانہ خالی ہو گیا۔ یہاں امام غزالی فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السّلام اگرچہ انسان تھے مگر ان میں نورِ نبوت جلوہ فرما تھا کہ جس کا وزن زمین کے تمام خزانوں سے بھی زائد ہے، لہٰذا اس میں بھی تعجب کی کوئی بات نہیں کہ روزِ قیامت اللہ پاک کی وحدانیت کا اقرار کرنے والوں کے گناہوں کے پلڑے میں جب کلمۂ توحید رکھا جائے گا تو نیکیوں کا وزن بھاری ہو جائے گا۔ قصۂ مختصر بادشاہ یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا، چنانچہ اس نے خزانچی سے پوچھا: کیا خزانے میں کچھ باقی بھی بچا ہے؟ عرض کی گئی کہ کچھ بھی نہیں بچا۔ لہٰذا اس نے مالک بن زعر سے کہا: اگر آپ میں مُروّت ہے تو اس سارے مال کے بدلے یہ غلام مجھے دیدیں، میں اس کی حقیقی قیمت ادا کرنے سے قاصر ہوں۔ تو مالک بن زعر نے فوراً عرض کی: جناب میں نے یہ غلام آپ کو اسی مال کے بدلے پیش کیا۔[4]

مالک بن زعر اتنی دولت پا کر پھولے نہیں سمارہا تھا، کیونکہ وہ ابھی تک حضرت یوسف علیہ السّلام کی حقیقت کو نہیں جانتا تھا، اللہ پاک نے اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال رکھا تھا، وہ بس آپ کو اللہ پاک کا کوئی نیک اور خوبرو بندہ ہی سمجھتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ یہ خزانہ دیکھ کر حیران تھا کہ بادشاہ نے یہ سارا مال محض ایک غلام کے بدلے دیدیا ہے۔ اسی اثنا میں اچانک اس کی نظر حضرت یوسف پر پڑی تو وہ آپ کا حقیقی حسن و جمال دیکھ کر دنگ رہ گیا، پھر ایک چیخ مار کر بے ہوش ہو گیا، لوگوں نے سمجھا شاید یہ مر گیا ہے، مگر تھوڑی ہی دیر بعد اسے ہوش آگیا اور حضرت یوسف نے اسے پکارا تو یہ کہنے لگا: یوسف! جب سے تم مجھے ملے ہو میں اسی کشمکش میں تھا کہ تمہارے بدلے مجھے کس قدر زیادہ مال سکتا ہے مگر آج تمہیں اس صورت میں دیکھ کر لگ رہا ہے کہ یہ سارا مال تمہارے سامنے کچھ بھی وقعت نہیں رکھتا۔ پھر اس نے بادشاہ سے اجازت طلب کی کہ وہ حضرت یوسف سے جدا ہونے سے پہلے صرف دو باتیں کرنا چاہتا ہے، چنانچہ اجازت پا کر اس نے عرض کی: اے یوسف: تم نے وعدہ کیا تھا کہ جب میں تمہیں بیچ دوں گا تو تم اپنے متعلق مجھے کچھ بتاؤ گے؟ لہٰذا وہ وقت آچکا ہے، مجھے کچھ بتاؤ۔ اس پر حضرت یوسف علیہ السّلام نے اس سے فرمایا: ٹھیک ہے میں بتادوں گا مگر اس شرط پر کہ تم اس بات سے کسی کو بھی آگاہ نہیں کرو گے۔ اس نے جب پختہ عہد کر لیا کہ وہ کسی سے اظہار نہ کرے گا تو آپ نے بتایا کہ میں وہی ہوں جسے تم نے اپنے بچپن میں خواب میں دیکھا تھا اور میں اللہ پاک کے نبی حضرت یعقوب کا بیٹا ہوں، جبکہ میرے دادا حضرت اسحاق اور پر دادا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہمُ السّلام ہیں۔ یہ جاننا تھا کہ مالک بن زعر کی حالت غیر ہو گئی کہ اس نے ایک نبی ابن نبی کو غلام بنا کر بیچ ڈالا اور وہ واویلا کرنے لگا کہ ہائے افسوس! اس نے یہ کیا کر ڈالا۔ بعینہ یہی حال آج ایک انسان کا ہے کہ اس کی عقل پر پردہ پڑا ہوا ہے اور وہ رب کی حقیقت کو جانے بغیر اس کی نافرمانیاں کرتا جا رہا ہے مگر جب قیامت کے دن اس کی آنکھوں سے حجاب ہٹے گا اور اللہ پاک اس سے یہ پوچھے گا کہ اے میرے بندے! کیا تو نہیں جانتا تھا کہ کس کی نافرمانی کر رہا ہے؟ تو اس وقت حسرت و افسوس کے سوا کچھ پاس نہ ہو گا۔[5]

(یہ سلسلہ ابھی جاری ہے۔)

1 بحر المحبۃ، ص 63 2 بحر المحبۃ، ص 64 تا 68 مختصراً 3 بحر المحبۃ، ص 68 4 بحر المحبۃ، ص 71 تا 72 5 بحر المحبۃ، ص 72 تا 73

شرح سلامِ رضا

(53)

خط کی گردِ دَہن وہ دل آرا پھبن
سبزۂ نہرِ رحمت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: خط: داڑھی مبارک۔ گرد: اِرد گرد۔ دل آرا: دل کو لبھانے والی۔ نہرِ رحمت۔ رحمت کا دریا۔

مفہومِ شعر: رسولِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے چہرۂ انور کے گرد داڑھی مبارک ایسی لگتی ہے جیسے رحمت کے دریا کے گرد سبزہ ہو۔ اس مبارک داڑھی پہ لاکھوں سلام۔

شرح: آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے چہرۂ مبارکہ کا رنگ سُرخ و سفید تھا؛ اس پر سیاہ داڑھی انتہائی خوبصورت اور چاند کے گرد ہالے (دائرہ) کی طرح محسوس ہوتی۔

(54)

رِیشِ خوش مُعْتَدِل مرہمِ رَیشِ دل
ہالۂ ماہِ نُدرت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: رِیش: داڑھی۔ رَیش: را کے زبر کے ساتھ معنیٰ ہے زخم یعنی دل کے زخم کا مرہم۔ ہالہ: چاند کے گرد دائرہ۔ ماہ: چاند۔ نُدرت: انوکھاپن۔

مفہومِ شعر: وہ مبارک و معتدل داڑھی مبارک جو زخمی دِلوں کا مَرہم ہے چہرۂ مبارک کو ایسے گھیرے ہوئے ہے جیسے چاند کے گرد ہالہ ہوتا ہے، اس رِیشِ مبارک پہ لاکھوں سلام۔

شرح: نبیِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی داڑھی مبارک نہایت گھنی تھی۔[1] اور سینۂ مبارک کو ایسے مزین وآراستہ کیے ہوئے تھی[2] کہ دیکھنے والا متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا، آپ کی ریش مبارک کے بال چونکہ نہایت سیاہ، حسین وخوبصورت اور دونوں اطراف سے برابر تھے۔[3] لہٰذا یہ گھنی وسیاہ داڑھی مبارک سرخ وسفید چہرے کی خوبصورتی میں مزید اِضافہ کرتی ہوئی دکھائی دیتی۔

داڑھی مبارک اور سر اقدس کے بال اگرچہ سیاہ تھے، مگر اخیر عمر میں چند بال سفید ہوگئے جو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق 20 بھی نہ تھے۔[4] بہر حال اس حوالے سے مختلف روایات مروی ہیں کہ حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے بال مبارک کتنے سفید تھے، چنانچہ سبل الہدیٰ میں یہ تمام روایات ذکر کرنے کے بعد امام محمد بن یوسف صالحی شامی رحمۃ اللہ علیہ نے جو نتیجہ ذکر کیا ہے، وہ یہ ہے کہ حضور کی داڑھی مبارک کے اوپر 10 بال سفید تھے اور باقی جو چند بال سفید تھے وہ پوری داڑھی مبارک میں تھے۔[5] شاید یہی وجہ ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم تیل لگاتے تو داڑھی مبارک میں بھی جو بال سفید تھے، وہ نظر نہ آتے۔[6]

داڑھی کے بال بے ترتیب ہوں تو حسین چہرے کو بھی داغ دار کردیتے ہیں، چنانچہ حضور کی داڑھی مبارک کے حسن میں اس کی ترتیب اور تراش کا بھی حد درجہ عمل دخل ہے۔

بنتِ اشرف عطاریہ مدنیہ
ڈبل ایم اے (اردو، مطالعہ پاکستان)
گوجرہ منڈی بہاؤالدین

جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم اپنی داڑھی مبارک کو لمبائی اور چوڑائی میں تراشتے اور طول و عرض میں برابر[7] رکھتے تھے۔[8] تراشنے میں حضور کس قدر اہتمام فرماتے تھے، اس کی وضاحت کرتے ہوئے مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: (آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم) لمبائی میں مٹھی بھر یعنی چار اُنگل سے زیادہ بالوں کو کاٹ دیتے تھے اور چوڑائی میں اس دائرے کے حد میں جو بال آتے باقی رکھے جاتے اس سے بڑھتے ہوئے کاٹ دیئے جاتے۔[9]

(55)

پتلی پتلی گُلِ قُدس کی پتیاں
اُن لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: **گلِ قُدس:** باغ جنت کا پھول۔

مفہومِ شعر: باغِ جنت کے پھول کی پتیوں جیسے مبارک ہونٹوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام۔

شرح: نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے مبارک ہونٹ باغِ جنت کے پھولوں کی پتیوں سے بھی نرم و نازک، خوبصورت اور رسیلے تھے۔ جیسا کہ امام بیہقی نے اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں ذکر فرمایا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے ہونٹ شریف اللہ پاک کے بندوں میں سب سے زیادہ حسین تھے۔[10] نیز آپ کے مقدس منہ کے بارے میں **ضَلِیعُ الفم** (کشادہ منہ) کا لفظ استعمال ہوا ہے، جس سے مراد آپ کے مبارک ہونٹوں کا نرم و نازک، پتلا اور حسین ہونا ہے۔[11]

اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ علیہ حضور کے لبوں کے متعلق ایک اور شعر میں فرماتے ہیں:

وہ گل ہیں لب ہائے نازک ان کے ہزاروں جھڑتے ہیں پھول جن سے
گلابِ گلشن میں دیکھے بُلبُل یہ دیکھ گلشن گلاب میں ہے

پیر مہر علی شاہ رحمۃُ اللہِ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

لباں سُرخ آکھاں کہ لعلِ یمن
چٹے دند موتی دیاں ہِن لڑیاں

(56)

وہ دَہن جس کی ہر بات وَحیِ خدا
چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: دہن: منہ مبارک۔ چشمہ: وہ جگہ جہاں سے پانی پھوٹ کر نکلے۔

مفہومِ شعر: وہ مبارک منہ جس سے نکلی ہوئی ہر ہر بات حکمِ خدا ہے اور گویا آپ کا مبارک منہ ایک روحانی چشمہ ہے جہاں سے علم و حکمت کے نایاب موتی پھوٹ رہے ہیں۔ علم و حکمت کے اس چشمے پہ لاکھوں سلام۔

شرح: حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے اعضائے جسمانیہ کا بھی کیا کہنا!!! جہاں یہ حسن و زیبائی سے بھرپور تھے، وہیں ان سے سرانجام دیئے جانے والے افعال بھی باکمال تھے، چنانچہ مذکورہ شعر میں اعلیٰ حضرت نے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے دہن مبارک کے متعلق یہ اظہار فرمایا ہے کہ جب بھی حضور کے دہن مبارک سے کوئی بات نکلتی تو وہ اللہ پاک کی وحی ہی ہوتی اور اس سے علم و حکمت کے چشمے ہی پھوٹتے۔ جیسا کہ قرآنِ کریم میں ہے: وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰىؕ(۳) اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰىۙ(۴) (پ27، النجم: 3-4) ترجمہ کنز العرفان: اور وہ کوئی بات خواہش سے نہیں کہتے وہ وحی ہی ہوتی ہے جو انہیں کی جاتی ہے۔

شارحِ بخاری مفتی شریف الحق امجدی رحمۃُ اللہِ علیہ لکھتے ہیں: یہ حق و صحیح ہے کہ حُضورِ اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی ہر بات وحیِ خدا ہے خواہ یہ ظاہری ہو یا باطنی، اس لیے کہ (ذکر کی گئی) آیتِ کریمہ کا یہی مَفاد ہے کہ حُضورِ اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم بغیر وحی کے کوئی بات نہیں فرماتے۔ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کا کسی سے یہ فرمانا بھی کہ "پانی لاؤ" وحیِ خدا سے ہے۔[12]

مفتیِ اعظم ہند حضرت علامہ مولانا مصطفےٰ رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں:

ہَوا سے پاک جس کی ذاتِ قُدسی وہ جس کی بات بھی وَحیِ خدا ہے
نہیں کہتے ہوائے نفس سے کچھ جو فرمائیں وہی وحیِ خدا ہے

---

[1] مسلم، ص982، حدیث:6084 [2] الشفا، 1/ 60 [3] تاریخ ابنِ عساکر، 3/ 269 [4] بخاری، 2/ 487، حدیث:3548 [5] سبل الہدی و الرشاد، 2/ 38 [6] مسلم، ص982، حدیث:6084 [7] شرح زرقانی علی الموطا، 4/ 453، تحت الحدیث:1828 [8] ترمذی، 4/ 349، حدیث:2771 [9] مراۃ المناجیح، 6/ 158 [10] دلائل النبوۃ، 1/ 303 [11] دلائل النبوۃ للبیہقی، 1/ 294 [12] فتاویٰ شارحِ بخاری، 1/ 371 ملخصاً

نومولود کے کان میں اَذان دینے اور عقیقہ کرنے کا وقت

سُوال: اگر کسی کے گھر بچہ پیدا ہو تو اس کے کان میں اذان کب دینی چاہیے اور اس کا ختنہ کتنے دِن میں کروانا چاہیے؟ نیز بیٹے بیٹی کے عقیقے کے جانور میں کیا فرق ہے؟(SMS کے ذَریعے سُوال)

جواب: جب بچہ پیدا ہو جائے تو جتنا جلدی اس کے کان میں اذان دی جائے اتنا ہی اچھا ہے تاکہ اس کے کان میں پہلی آواز اللہ پاک کے نام کی پڑے اور وہ سب سے پہلے اللہ پاک کا نام سُنے۔ رہی بات ختنے کی تو آج کل ہسپتال میں بچوں کا ختنہ جلدی جلدی کر دیا جاتا ہے اور اس میں آسانی بھی ہے کہ بچہ چھوٹا ہو گا تو وہ ہاتھ پاؤں نہیں مارے گا لیکن ختنہ کروانے سے پہلے ڈاکٹر سے مشورہ کر لیا جائے کیونکہ جب ختنہ ہو گا تو خون بھی نکلے گا اور بچے کو تکلیف بھی ہو گی لہٰذا پہلے یہ دیکھ لیا جائے کہ بچے کی صحت ختنہ کی تکلیف بَرداشت کرنے کی ہے؟ کہیں ایسا نہ ہو کہ بچہ ختنہ کی تکلیف اور خون نکلنے کی وجہ سے دَم توڑ دے، اس طرح کے کاموں کو ڈاکٹر کے مشورہ سے کرنا اچھا ہوتا ہے۔ پیدائش کے ساتویں دِن بچوں کا نام بھی رکھیں اور ان کا عقیقہ بھی کریں۔ بچہ ہو تو اس کے عقیقے میں دو بکرے ذَبح کرنا افضل ہے اور اگر ایک بھی کیا تب بھی حرج نہیں اور بچی کے عقیقے میں ایک بکری ذَبح کی جائے لیکن اگر لڑکے کے عقیقے میں بکریاں ذَبح کیں اور لڑکی کے عقیقے میں بکرا تب بھی عقیقہ ہو جائے گا۔[1]

نومولود بچے کے بال اور ناخن کاٹنا اور دَفن کرنا

سُوال: نومولود بچے کے بال اور ناخن وِلادت کے چھٹے دِن کٹوانا ضَروری ہے یا کسی اور دِن بھی کٹوا سکتے ہیں؟ نیز ان بالوں اور ناخنوں کا کیا کیا جائے، اگر کسی نے غَلَطی سے پھینک دیئے تو شرعی حکم کیا ہو گا؟ (ساؤتھ افریقہ سے سُوال)

جواب: ساتویں دِن عقیقہ ہوتا ہے یعنی ساتویں یا چودھویں دِن عقیقہ کیا جائے۔[2] اِدھر عقیقے کے جانور پر چُھری پھرے تو اُدھر بچے کے سر پر اُسترا چلے یہ بال کاٹنے کا طریقہ ہے۔ جو بال نکلیں ان کے وزن کا سونا یا چاندی خیرات کرنا افضل ہے۔[3] اگر کچھ بھی خیرات نہیں کیا جب بھی حَرَج نہیں ہے۔ بدن سے جو بال کھال اور ناخن جُدا ہوں تو انہیں دَفن کر دینا بہتر ہے۔[4] (مَدَنی مذاکرے میں شریک مفتی صاحب نے فرمایا:) اگر بال کھال اور ناخن وغیرہ پھینک دیئے تو بھی کوئی گناہ نہیں ہے لیکن اَدَب یہی ہے کہ انہیں دَفنایا جائے۔[5]

بچے ضِد کیوں کرتے ہیں؟

سُوال: چھوٹے بچے بہت ضِدی ہوتے ہیں ان کی ایسی تَربیت کس طرح کی جائے کہ یہ ضِدی نہ بنیں اور جب یہ ضِد کر رہے ہوں اُس وقت ایسا کیا کیا جائے کہ یہ ضِد سے باز آ جائیں؟ نیز بچوں کی تَربیت کے حوالے سے راہ نمائی فرما دیجیے۔

جواب: اگر یہ ضِد نہیں کریں گے تو انہیں بچہ کون بولے گا؟ بچے کچھ نہ کچھ ضِد تو کرتے ہی ہیں ان سے بڑوں کو سیکھنا چاہیے گویا وہ ضِد کر کے اپنے بارے میں بتا رہے ہوتے ہیں کہ میں بچہ ہوں لیکن آپ بچے نہیں ہیں، لہٰذا آپ ضِد نہ کیا کریں۔

یعنی ضد کرنا بچوں کا کام ہے بڑوں کا نہیں۔ بچوں کے مستقل طور پر ضِدی بن جانے کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ والدین شروع سے ہی ان کی ہر ضِد پوری کرتے آرہے ہوتے ہیں تو بچے بڑے ہو کر بھی اِسی عادت میں مبتلا رہتے ہیں۔ شروع شروع میں بچہ بہت پیارا لگتا ہے جو مانگتا ہے اس سے بڑھ کر دِلا دیا جاتا ہے لیکن کچھ بڑا ہونے کے بعد اس کی ہر مانگ پوری نہیں کی جاتی، اِس طرح بچے کے ذہن میں یہ بات بیٹھ جاتی ہے کہ پہلے جو مانگتا تھا مل جاتا تھا لیکن اب میرے مُطالبات پورے نہیں کیے جاتے، یوں وہ ضِد شروع کر دیتا ہے۔ بعض اوقات واقعی خواہ مخواہ کی ضِد کر رہا ہوتا ہے لیکن اس کا ہرگز یہ حل نہیں ہے کہ بچے کو مار پیٹ شروع کر دی جائے بلکہ اس کا علاج یہ ہے کہ بچے کی ضِد پوری کرنا چھوڑ دیں آہستہ آہستہ اس کی عادت نکل جائے گی۔ اِس میں بھی یہ نہ ہو کہ ایک دَم سے بچے کو سب کچھ دِلانا چھوڑ دیں بلکہ کبھی کبھی ضِد پوری بھی کر دیا کریں ورنہ بچہ باغی اور والدین سے بد ظن ہو جائے گا، اس کے ذہن میں غیر محسوس طور پر یہ بات جم جائے گی کہ میرے ماں باپ مجھ پر ظلم کرتے ہیں۔ ایسے ہی بچے ہوتے ہیں جو بڑے ہو کر کہتے سنائی دیتے ہیں کہ ہمیں ہمارے والدین کا پیار نہیں ملا! بہتری اِسی میں ہے کہ حکمتِ عملی سے اپنے بچوں کی ضِد کی عادت ختم کریں۔ یاد رَکھیے! یہ عادت ایک دَم ختم نہیں ہو سکتی۔ بعض والدین اپنی اَولاد کے ساتھ اِنتہائی نامناسب رَوَیَّہ اِختیار کرتے ہیں ان کو بات بات پر جھاڑتے ہیں بلکہ مار دھاڑ بھی کرتے ہیں، ان کی کوئی ضِد پوری نہیں کرتے، ان کا مان نہیں رکھتے، خرچہ کرتے ہیں بچے کے کہنے پر نہیں کرتے اپنے طور پر جو سمجھ آتا ہے کرتے رہتے ہیں، اِس طرح بچے اپنے والدین سے باغی ہو جاتے ہیں اور پھر بے چارے نافرمانی پر اُتر کر اپنی آخرت خراب کر بیٹھتے ہیں۔ (6)

بچوں کی ضِد ختم کرنے کا وَظیفہ

سُوال: بچے ضِد نہ کریں اِس کا کوئی وَظیفہ اِرشاد فرما دیجیے۔

(سوشل میڈیا کے ذَریعے سُوال)

جواب: بچے اگر ضِد، شرارتیں، چھیڑ خانیاں اور میٹھی میٹھی باتیں نہ کریں اور نہ بڑوں سے اُلجھیں اور نہ ہی بات بات پر رُوٹھیں تو پھر اُن کے بچے ہونے کا لُطف نہیں آئے گا۔ بچہ اگر مونگا مونگا (یعنی خاموش خاموش) ہو کر گھر کے کسی کونے میں بیٹھا رہے تو پھر گھر والے سوچیں گے کہ شاید اسے نظر لگ گئی ہے یا کسی جِن نے پکڑ لیا ہے اور اَثرات ہو گئے ہیں اس لیے ہمارا بچہ نہ بولتا ہے اور نہ بھاگتا ہے۔ بچوں میں اِس طرح کی صِفات ہوتی ہیں البتہ کسی میں کم اور کسی میں زیادہ پائی جاتی ہیں۔ بچوں کی بعض ضِدیں بے ضَرر (یعنی کسی نقصان کے بغیر) ہوتی ہیں انہیں پورا کر دیا جائے مگر ان کی ہر ضِد کو پورا نہ کیا جائے کیونکہ اگر والدین ان کی ہر ضِد پوری کریں گے تو وہ اس کے عادی ہو جائیں گے اور ان کا یہ ذِہن بن جائے گا کہ اگر ہم شرافت سے بولتے ہیں تو ہمارا کام نہیں ہوتا اور اگر ہم یُوں یُوں کرتے ہیں تو ہمارا کام ہو جاتا ہے۔ بچے اگر غیر واجبی ضِد کریں تو اُن پر اَوّل و آخر دُرُود شریف کے ساتھ سُورَۃُ الفلق اور سُورَۃُ النَّاس ایک ایک بار پڑھ کر روزانہ دَم کر دیا جائے، ان شاء اللہ اُن کی غیر واجبی ضِد کرنے کی عادت نکل جائے گی۔ (7)

بچہ سچ بولے تو اس کی حوصلہ افزائی کیجیے

سُوال: بچہ سچ بول دیتا ہے لیکن بدلے میں اس کے ساتھ بعض اوقات ایسا تلخ رویہ اختیار کیا جاتا ہے کہ وہ ذہن بنالیتا ہے کہ دوبارہ سچ بولوں گا تو یہی سزا ملے گی اور وہ سچ بولتے ہوئے گھبراتا ہے، آپ یہ مدنی پھول عطا فرمائیں کہ جب بچہ سچ بیان کر دے تو بڑوں کو اس کے ساتھ کیسا رویہ رکھنا چاہیے؟

جواب: جب بچہ سچ بیان کر دے تو اس کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔ مگر بعض اوقات بچہ ایسی حرکت کر دیتا ہے کہ اس کو سبق سکھانا پڑتا ہے تو موقع کی مناسبت سے معاملہ نمٹایا جائے۔ پھر بھی اکثر باتیں ایسی ہوتی ہوں گی کہ والد اگر انہیں Ignore (نظر انداز) کر دے تو کوئی حرج نہیں ہو گا۔ (8)

---

(1) بہارِ شریعت، 3/355، حصہ: 15 (2) بہارِ شریعت، 3/356، حصہ: 15 (3) بہارِ شریعت، 3/356، حصہ: 15 (4) در مختار مع رد المحتار، 9/668 (5) فتاویٰ ہندیہ، 5/358 ماخوذاً (6) ملفوظات امیر اہل سنت، 4/414-415 (7) ملفوظات امیر اہل سنت، 2/9 (8) ملفوظات امیر اہل سنت، 2/488

اُمِّ میلاد عطاریہ*
* نگران عالمی مجلس مشاورت
(دعوتِ اسلامی) اسلامی بہن

عورت اور بناؤ سنگار

اسلام نے کبھی کسی معاملے میں عورت کی آزادی میں رکاوٹیں نہیں ڈالیں بلکہ جہاں معاشرے نے اسے جکڑا وہاں اسلام نے ہی اسے آزاد کروایا جیسے مطلقہ یا بیوہ کو شادی کرنے کی آزادی اسلام ہی کی مرہونِ منت ہے، اس کے علاوہ بھی کئی معاملات میں اسلام نے عورت کے لئے آزادی رکھی البتہ کچھ نہ کچھ قوانین بھی مقرر کئے جو اس کی آزادی میں رکاوٹ نہیں بلکہ درحقیقت خواتین کو معاشرے کی میلی نظروں اور ہَوَس پرستوں کی دست درازیوں سے محفوظ رکھنے کے ضامن ہیں۔

یہی وجہ ہے اسلام ایک جانب تو خواتین کو بناؤ سنگار کا حکم دیتا ہے جیسا کہ ایک روایت میں ہے: كَانَ رَسُوْلُ اللہ صلَّی اللہ عَلَیہ واٰلِہٖ وسَلَّم یَکْرَہُ تَعَطُّلَ النِّسَاءِ ترجمہ: حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم عورتوں کے تعطل (یعنی بے زیور رہنے) کو ناپسند فرماتے۔[1] نیز اہلِ عرب کے دانشمند بزرگ حضرت اسماء بن خارجہ فَزاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بیٹی کی رخصتی پر ایک نصیحت یہ بھی کی کہ تمہارے شوہر کو تمہارے پاس سے خوشبو ہی محسوس ہونی چاہئے۔[2]

اور دوسری جانب ایسا بناؤ سنگار جو اس عورت کی عزّت، مقام اور شرعی تقاضوں کے خلاف ہو اس سے منع کیا ہے جیسا کہ سورۂ نور میں فرمانِ خداوندی ہے: ﴿وَ لَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِهِنَّؕ﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: زمین پر پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ جانا جائے ان کا چھپا ہوا سنگار۔[3] یہ آیۂ کریمہ جس طرح نامحرم کو گہنے (یعنی زیور) کی آواز پہنچنا منع فرماتی ہے یونہی جب آواز نہ پہنچے (تو) اس کا پہننا عورتوں کے لئے جائز بتاتی ہے کہ دھمک کر پاؤں رکھنے کو منع فرمایا نہ کہ پہننے کو۔[4]

بناؤ سنگار کا مقصد یاد رہے کہ بناؤ سنگار کے معاملے میں خواتین کیلئے شرعی احکامات کا لحاظ اور نیتوں کو درست رکھنا انتہائی ضروری ہے۔ شادی شدہ عورت کو چاہئے کہ وہ صرف اپنے شوہر کی خوشی کی خاطر ہی زینت اختیار کرے۔ اسی طرح غیر شادی شدہ بچیوں کو بھی غیر محرموں سے شرعی پردے کا پابند رہتے ہوئے صرف اس لئے زینت اپنانی چاہئے کہ رشتہ دار و محلہ دار خواتین اس کے اوڑھنے پہننے کی سلیقہ مندی دیکھ کر جان پہچان والوں میں رشتے کے لئے اچھا تذکرہ کر سکیں جیسا کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کنواری لڑکیوں کو زیور و لباس سے آراستہ رکھنا کہ ان کی منگنیاں آئیں، یہ بھی سنّت ہے۔[5]

اے میری اسلامی بہنو! یاد رہے زیب و زینت کے لئے فلمی ایکٹریس کی نقالی میں خلافِ شرع چیزیں اور ذرائع نہ اپنایئے مثلاً: (1) زینت کے نام پر مکمل طور پر جسم اور جسم کی رنگت نہ چُھپانے والا ناکافی یا باریک لباس نہ پہنیں اور نہ ہی ایسا چُست لباس کہ اعضا کی ساخت، بناوٹ اور اُبھار ظاہر ہو (2) زیورات کی جھنکار اور آواز غیر محرموں تک نہ پہنچے (3) بناؤ سنگار کرنے کے لئے جو سامان استعمال کیا جائے اس میں کوئی ایسی چیز شامل نہ ہو جو ناجائز و حرام ہو یا وضو اور غسل میں رکاوٹ بنے (4) اشیائے زینت کے لئے والدین و شوہر کی مالی حیثیت کو نظر انداز کر کے ان پر گنجائش سے زیادہ بوجھ نہ ڈالیں۔

---

(1) النہایہ فی غریب الحدیث والاثر، 3/232 (2) قوت القلوب، 2/421 (3) پ18، النّور: 31 (4) فتاویٰ رضویہ، 22/128 (5) فتاویٰ رضویہ، 22/126۔

نومولود بچوں کی پرورش (قسط:3)

بنتِ محمد شیر اعوان عطاریہ
بی ایڈ، ایم ایس سی اکنامکس گولڈ میڈلسٹ (میانوالی)

نومولود بچوں کی پرورش کے سلسلے میں چونکہ ایسی بیماریوں کا تذکرہ جاری ہے جو عام طور پر انہیں لاحق ہوتی یا ہو سکتی ہیں، گزشتہ قسط بخار اور آنکھوں کی خرابی سے متعلق بنیادی باتوں اور احتیاطوں وغیرہ پر مشتمل تھی، آیئے! اب مزید جانتی ہیں:

3 قبض ہونا

نومولود بچہ اپنی زندگی کے پہلے دو دنوں میں سبز یا کالا تارکول نما مواد پاخانے میں خارج کرتا ہے، پھر اس میں مزید بہتری آتی جاتی ہے، خاص کر ان بچوں میں جو ماں کا دودھ پی رہے ہوتے ہیں، البتہ! نومولود بچے اگر کبھی ایک دو دن تک بھی پاخانہ نہ کریں تو اس سے پریشان نہ ہوں، بلکہ یہ دیکھیں کہ آپ کا بچہ جب بھی پاخانہ کرتا ہے تو کیا وہ نرم ہوتا ہے اور اسے پاخانہ کرتے ہوئے کوئی تکلیف تو نہیں۔ ہاں اگر وہ پاخانہ کرتے ہوئے سخت اذیت کا شکار ہے، کافی زور لگاتا ہے، بے چین ہوتا ہے، اس کا چہرہ سرخ ہو جاتا ہے اور پاخانہ بھی انتہائی سخت ہے یا پاخانے میں خون کی بھی آمیزش ہے تو جان لیجئے کہ اسے قبض ہے۔

ماں کا دودھ پینے والے بچوں کو عام طور پر قبض کی شکایت نہیں ہوتی، ہاں جب ماں بچے کو اپنے دودھ کے علاوہ دیگر غذائی اشیا یا گائے وڈبے وغیرہ کا دودھ دینا شروع کرتی ہے تو ایسے بچوں کو بھی قبض کی شکایت رہنے لگتی ہے، جبکہ وہ بچے جو ابتدا ہی سے بوتل کے دودھ پر ہوتے ہیں، انہیں قبض کی شکایت زیادہ ہوتی ہے۔ قبض کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں، چنانچہ چند وجوہات اور ان کا تدارک کیسے ممکن ہے، ملاحظہ فرمائیے:

نومولود کو اگر گائے کا دودھ پلایا جائے تو اکثر بچوں کو اس سے قبض ہو جاتی ہے۔ لہٰذا بچے کے لیے دودھ اُبالتے ہوئے اس میں چٹکی بھر سونف اور چھوٹی الائچی ڈال دی جائے تو اس سے قبض کا مسئلہ نہ ہو گا۔ اسی طرح اگر ڈبے والا دودھ بچہ پی رہا ہو اور اسے اکثر قبض رہتی ہو تو پھر اس کا دودھ ڈاکٹر کے مشورے سے تبدیل کر دیجیے، کیونکہ بعض ڈبے والے دودھ پینے سے بچوں کو قبض ہو ہی جاتی ہے۔

قبض کی ایک وجہ یہ بھی نوٹ کی گئی ہے کہ بعض بچے پاخانہ روک لیتے ہیں، اس کی وجہ کوئی بھی ہو سکتی ہے مثلاً وہ اتنے حساس ہوتے ہیں کہ لباس وغیرہ کی تبدیلی کے باعث پاخانہ روک لیتے ہیں اور جب ان کا مطلوبہ لباس (مثلاً کوئی مخصوص ڈائپر) ان کو پہنایا جائے تو فوراً پاخانہ کر لیتے ہیں، اسی طرح بعض بچوں کو گاؤں دیہات کی بڑی بوڑھی خواتین ابتدا سے ہی ہاتھوں میں پکڑ کر اپنے پاؤں پر یوں بٹھاتی ہیں گویا کہ وہ کموڈ پر بیٹھے ہوں، تاکہ بچوں کو یوں پاخانہ کرنے کی عادت بنے اور پاخانہ بھی آسانی سے خارج ہو، لہٰذا ایسا اوقات بچے اس حالت کے اتنے عادی ہو جاتے ہیں کہ اس مخصوص حالت کے بغیر پاخانہ کرتے ہی نہیں، یہاں تک کہ ادھر انہیں اس حالت میں بٹھایا اور ادھر وہ فارغ ہوئے۔ اسی طرح بچے پاخانہ کر دیں

تو بسا اوقات مائیں یا بچوں کی دیکھ بھال پر رکھی گئی کوئی آیا وغیرہ ان کے ساتھ کوئی ایسا مخصوص رویہ اختیار کرتی ہیں جس کی وجہ سے بچے ڈر جاتے ہیں یا پھر وہ انہیں پسند نہیں ہوتا لٰہذا وہ پاخانہ کو روک لیتے ہیں۔ چنانچہ ایک ماں کو سب سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ اس کے بچے کی پاخانہ کے حوالے سے عادت کیا ہے؟ وہ دن میں کتنی مرتبہ پاخانہ کرتا ہے اور کس حالت میں آسانی محسوس کرتا ہے، لٰہذا یاد رکھئے کہ جب بھی بچہ اپنے ماحول وغیرہ میں تبدیلی محسوس کرتا ہے تو سازگار ماحول میسر نہ ہونے کی وجہ سے وہ پاخانہ روک لیتا ہے اور یوں پاخانہ روکنے کی وجہ سے بچے آہستہ آہستہ قبض کا شکار ہو جاتے ہیں اور بسا اوقات قبض کی شدت اور پاخانے کے سخت ہونے کی وجہ سے ان کے پاخانے کے مقام پر زخم تک بن جاتے ہیں، لٰہذا جب وہ پاخانہ کرنے کی کوشش کرتا ہے اور زور لگاتا ہے تو پاخانے کے ان زخموں سے رگڑ کھانے کی وجہ سے وہ درد اور تکلیف محسوس کرتا ہے اور رونے لگتا ہے، ایسی صورت میں بچہ فضلہ خارج کرتے ہوئے ڈرتا ہے اور اسے روک لیتا ہے، لیکن اس طرح قبض مزید بڑھ جاتی ہے۔ چنانچہ جب کبھی آپ کے بچے میں اس طرح کی علامات محسوس ہوں تو بچے کے ساتھ سختی سے پیش آنے کے بجائے اسے لاڈ پیار سے سمجھائیں اور تسلی دیں، اسے جس بات کا ڈر ہو اس سے چھٹکارا دلائیں، اس کی توجہ بٹائیں اور اسے اس طرح ورزش کروائیں کہ وہ ٹانگوں کو اس طرح حرکت دینے لگے گویا کہ وہ سائیکل چلا رہا ہے، یوں وہ آسانی سے پاخانہ کر سکے گا۔ اسی طرح آپ یہ بھی کر سکتی ہیں کہ ان کے پیٹ کا ہلکے ہلکے مساج کیا جائے، نہلانے سے پہلے یہ مساج چھوٹے بچوں کی صحت کے لئے مفید ہے اور بچوں کو قبض اور گیس سے بھی محفوظ رکھتا ہے۔ اگر آپ ان بنیادی باتوں کا خیال رکھیں گی تو امید ہے آپ کے بچے کو کبھی ڈاکٹر کی حاجت پیش نہیں آئے گی، لیکن اگر پھر بھی قبض کی شکایت دور نہ ہو تو فوری ڈاکٹر سے رجوع کریں۔

4 ڈائیریا

پانی کی طرح بار بار پتلے پاخانے آنے کو ڈائیریا، لوز موشن اور دست کہتے ہیں۔ یہ بیماری عام طور پر آنت میں وائرس یا جراثیم کے سبب پیدا ہوتی ہے۔ نیز جراثیم آلود فیڈر و اینٹی بائیوٹک ادویات کے استعمال سے یا پھر نئے دانت نکالتے وقت بھی بچے اس بیماری کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ ماں کا صفائی ستھرائی کا خیال نہ رکھنا بھی اس کا سبب ہو سکتا ہے۔ لٰہذا جب آپ کا بچہ اس حالت کا شکار ہو تو سب سے پہلے بیماری کی وجہ کو جان کر ختم کرنے کی کوشش کریں کہ جس کے سبب بچے کی یہ حالت ہوئی ہے۔

یہ بیماری ہر عمر کے بچوں بالخصوص نومولود بچوں کے لئے انتہائی نقصان دہ ہو سکتی ہے، کیونکہ اس سے جسم میں پانی کی کمی ہو جاتی ہے، اس حالت میں بچوں کا منہ خشک ہو جاتا ہے، کثرت سے رونے کی وجہ سے آنکھوں میں آنسو بھی ختم ہو جاتے ہیں، آنکھیں ڈوبتی سی محسوس ہوتی ہیں اور جسم بھی کمزوری کی وجہ سے نڈھال ہو جاتا ہے وغیرہ۔

یہ حالت عمومی طور پر ایک سے سات دن تک رہتی ہے، چنانچہ اپنے حواس قائم رکھیں، پریشان نہ ہوں اور بچے کی دیکھ بھال پر خاص توجہ دیں، پاخانہ کرتے ہی فوری اسے صاف کریں اور اسے دودھ پلانا ہرگز نہ چھوڑیں کہ پانی کی کمی ہونے کا سخت اندیشہ رہتا ہے۔ البتہ اگر بچہ ماں کا دودھ پیتا ہو تو عام دنوں کی نسبت اس حالت میں تھوڑے تھوڑے وقفے سے بار بار دودھ پلائیں۔ لیکن اگر بچہ فارمولا یعنی ڈبے والا دودھ پیتا ہو تو اسے معمول کے مطابق دودھ پلاتی رہیں، البتہ! پہلے کی نسبت دودھ کو زیادہ پتلا نہ کریں اور بچہ جس قدر مانگے اسے دودھ پلاتی رہیں، بلکہ عام دنوں کی نسبت اس حالت میں زیادہ دودھ پلانے کی کوشش کریں تاکہ بچہ اس حالت میں پانی کی کمی کا شکار نہ ہو۔ اگر دست یا الٹیاں بہت زیادہ ہوں تو فوری ڈاکٹر سے رجوع کریں۔ (یہ سلسلہ ابھی جاری ہے)

شعبہ ماہنامہ خواتین

سلسلہ: ازواجِ انبیا

حضرت اِیشاع بنتِ فاقوذا رحمۃُ اللہِ علیہا حضرت زَکَرِیَّا علیہ السلام کی زوجہ اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کی والدہ ہیں۔ جبکہ آپ کی بہن حضرت حَنَّہ بنتِ فاقوذا رحمۃُ اللہِ علیہا حضرت عمران رحمۃُ اللہِ علیہ کی زوجہ اور حضرت مریم رحمۃُ اللہِ علیہا کی والدہ ہیں۔[1]

حضرت زکریا علیہ السّلام کو حضرت مریم رحمۃُ اللہِ علیہا کی کفالت کا حق ملنے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ آپ کی زوجیت میں حضرت مریم رحمۃُ اللہِ علیہا کی سگی خالہ حضرت ایشاع تھیں۔

حضرت ایشاع بنتِ فاقوذا رحمۃُ اللہِ علیہا نہایت متقی، نیک، عبادت گزار اور انتہائی حسین و جمیل خاتون تھیں، ایک مرتبہ کچھ لوگ حضرت زَکَرِیَّا علیہ السلام سے ملنے ان کی عدم موجودگی میں آپ کے گھر حاضر ہوئے تو انہوں نے وہاں نہایت ہی حسین و جمیل خاتون کو دیکھا کہ جس کے حسن و جمال سے پورا گھر روشن ہو رہا تھا۔ وہ بڑے حیران ہوئے۔ پھر جب وہ حضرت زَکَرِیَّا علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کی: ہم آپ کے مبارک گھر آئے تو وہاں نہایت خوبصورت عورت کو دیکھا، ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ پاک کا نبی دنیا کا طلبگار نہیں ہوتا۔ تو آپ علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا: بے شک میں نے اپنی آنکھوں اور شرم گاہ کی حفاظت کی غرض سے خوبصورت خاتون سے شادی کی ہے۔[2] یہی واقعہ علامہ اسماعیل حقی روح البیان میں ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ نیک اور (دین پر) مددگار عورت کا شمار دنیاداری میں نہیں کیا جاتا۔[3]

حضرت ایشاع رحمۃُ اللہِ علیہا کے حالات زندگی تو کتب میں کچھ خاص مذکور نہیں، البتہ! قرآنِ کریم میں اللہ پاک نے حضرت ایشاع رحمۃُ اللہِ علیہا کا ذکر کر کے انہیں ان چند عظیم خواتین میں شامل فرما دیا ہے، جن کا ذکرِ خیر رہتی دنیا تک باقی رہے گا، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: وَوَهَبْنَا لَهٗ یَحْیٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا یُسٰرِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ (پ17، الانبیاء: 90) ترجمہ کنزالعرفان: اور اسے یحییٰ عطا فرمایا اور اس کے لیے اس کی بیوی کو قابل بنا دیا۔ بیشک وہ نیکیوں میں جلدی کرتے تھے۔ یعنی حضرت ایشاع کی عمر 99 سال ہو چکی تھی، مگر آپ اولاد کی نعمت سے محروم تھیں،[4] چنانچہ اس آیت میں یہاں اسی بات کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ آپ کا بانجھ پن ختم کر کے آپ کو اولاد پیدا کرنے کے قابل بنا دیا گیا۔[5] جبکہ نیکیوں میں جلدی کرنے والوں سے مراد حضرت زَکَرِیَّا، آپ کی زوجہ و بیٹا تینوں ہیں۔[6] چنانچہ آج بھی جب وہ میاں بیوی جن کے ہاں عورت کے بانجھ پن کی وجہ سے اولاد نہ ہو اور وہ دونوں میاں بیوی ہر نماز کے بعد (اوّل آخر ایک بار دُرود شریف) دعائے زَکَرِیَّا بھی تین مرتبہ پڑھ لیا کریں: رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةًۚ اِنَّكَ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ (۳۸) (پ3، اٰلِ عمرٰن: 38) تو اللہ پاک اس دعا کی برکت سے اس عورت کے بانجھ پن کو ختم فرما کر اسے اولاد کی نعمت عطا فرما دیتا ہے۔[7]

---

(1) تفسیر خازن، 1/244 (2) نوادر الاصول، 2/6 ملخصاً (3) تفسیر روح البیان، 7/183 (4) تفسیر روح البیان، 5/519 (5) تفسیر نسفی، ص725 (6) تفسیر روح البیان، 5/519 (7) گھریلو علاج، ص103

نیو ایئر نائٹ کی خرافات

(الحمد للہ ماہنامہ خواتین میں نئی رائٹرز کی حوصلہ افزائی کے لئے معلمات و تنظیمی ذمہ داران کے جاری تحریری مقابلے میں یہ سلسلہ شروع کیا گیا، تاکہ ان میں سے بہتر مضامین کو الگ سے شامل کیا جاسکے، چنانچہ اس عنوان پر 5 مضامین موصول ہوئے، زیرِ نظر دو مضمون اسی سلسلے کی کڑی ہیں۔)

بنتِ سردار امینیہ عطاریہ، ایم فل، فیصل آباد

یکم جنوری کو نئے عیسوی سال کے آغاز پر غیر مسلم خوشیاں مناتے ہیں، کیونکہ یہ دن ان کے لیے کسی تہوار سے کم نہیں ہوتا۔ ان کے سب کام عیسوی سال کے مطابق ہوتے ہیں۔ ہم مسلمان ہیں! ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ ہمارے سارے کام اسلامی سال کے مطابق ہوتے؛ مگر ہمارے ہاں بھی عیسوی سال کے مطابق ہی سب کام انجام دیئے جاتے ہیں مثلاً ہمارا یومِ آزادی ہو یا پھر پیدائش کا دن، شادی ہو یا پھر کوئی اور دن سب اسی کے مطابق طے پاتے ہیں۔ شرعاً اس میں کوئی حرج تو نہیں۔ مگر نیا سال جس انداز سے منایا جاتا ہے وہ ناجائز و حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ کیونکہ ماہِ دسمبر شروع ہوتے ہی پلان بننا شروع ہو جاتے ہیں کہ کس طرح 31 دسمبر کی رات کو گناہوں میں گزار کر نئے سال کو خوش آمدید کہا جائے۔

نیو ایئر نائٹ بہت ساری بُرائیوں کا مجموعہ ہے۔ مثلاً اس رات میں بڑے بڑے پارکس میں باقاعدہ آتشبازی کا مظاہرہ کرنے کیلئے خصوصی انتظامات کیے جاتے ہیں، ہر چیز پر اسپیشل ڈسکاؤنٹ دیا جاتا ہے تاکہ غریب افراد بھی ان کے ساتھ شریک ہوسکیں۔ زیادہ آمدنی حاصل کرنے کیلئے مختلف ہوٹلز اس رات خصوصی پیکیج دیتے ہیں اور بالکل بھی پروا نہیں کرتے کہ ان کے ہوٹل کے کمرے کیسے کیسے ناجائز و حرام کاموں کیلئے استعمال ہوں گے، پھر وہاں نوجوان لڑکے لڑکیاں اسلامی تعلیمات کی دھجیاں بکھیرتے نظر آتے ہیں۔ خصوصاً میوزیکل نائٹ میں جو اسلام اور پردے کے احکام کی خلاف ورزیاں کی جاتی ہیں۔ الامان الحفیظ الغرض غیر مسلموں کے تمام طریقے اپنائے جاتے ہیں۔ حالانکہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا وہ انہی میں سے ہو گا۔[1]

اس رات ہوائی فائرنگ کی جاتی ہے اور اوباش لڑکے بائیک سے سائلنسر نکال کر سڑکوں پر پوری رات تماشے کرتے ہیں، جس سے حقوقُ اللہ و حقوقُ العباد کی حق تلفی ہوتی ہے۔ حقوقُ العباد کے متعلق اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: حق کسی قسم کا ہو، جب تک صاحبِ حق مُعاف نہ کرے، معاف نہیں ہوتا۔[2] نیو ایئر نائٹ پر شور شرابہ وہلڑ بازی کرنے والوں کو کیا پتہ کہ ان کے اس عمل سے کتنے لوگ پریشان ہوتے اور تنگ آکر بددعا بھی دیتے ہیں، جبکہ والدین کی تربیت پر بھی انگلیاں اُٹھتی ہوں گی! ہم مسلمان ہیں۔ ہمیں ہمارا دین دوسروں کے حقوق کا خیال رکھنے کی تلقین کرتا ہے۔ اس سلسلے میں ہماری خواتین پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے بچوں کی اسلامی اُصولوں کے مطابق پرورش کریں کہ ان کے بچے بڑے ہو کر کوئی بھی خلافِ شرع کام نہ کریں۔ اگر معاشرے میں بُرے لوگ ہیں تو اچھے لوگ بھی موجود ہیں۔ نیو ایئر نائٹ منانی ہی ہے تو اپنے بچوں کو دعوتِ اسلامی کے تحت مختلف مساجد میں ہونے والی محفلِ نعت میں شرکت کرنے کی تلقین کریں اور خود بھی گھر میں بذریعہ مدنی چینل خصوصی مدنی مذاکرے میں

شرکت کریں جس میں ہمیں علمِ دین کا نہ صرف خزانہ ملے گا بلکہ ہم گناہوں سے بچتے ہوئے اسلامی طریقۂ کار کے مطابق نئے سال میں داخل ہو کر اللہ پاک کی رحمتوں کی حق دار بھی بن سکتی ہیں۔ بہر حال اگر نیو ائیر نائٹ گناہ کر کے نہیں بلکہ اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہو کر گزشتہ سال ہو جانے والے گناہوں سے توبہ کر کے اور آئندہ سال اللہ پاک کی رضا والے کاموں میں گزارنے کے عزم کے ساتھ منائی جائے تو اس میں حرج نہیں۔ اللہ پاک ہمارے حال پر رحم فرمائے اور ہمیں اپنی زندگیاں اسلام کے مطابق گزارنے والا بنا دے۔ آمین

بنتِ فیاض حسین

(حلقہ سطح ذمہ دار شعبہ اصلاحِ اعمال، کنگ سہالی، گجرات)

نیوائیر نائٹ کے موقع پر بے حیائی و بے پردگی یعنی عورتوں کا مَردوں کے ساتھ ناچ گانا کرنا وغیرہ حرام کام ہیں۔ افسوس! بدقسمت لوگ ان راتوں میں بدکاریوں کے منصوبے بناتے ہیں اور ہر وہ کام جس سے بدکاری کی طرف رُجحان ہوتا ہے وہ اس رات نیوائیر نائٹ کے نام پر کئے جاتے ہیں، یہ سب باعثِ شرم ہے، ادھر اوباش اور آوارہ لڑکے جگہ جگہ شور شرابا کرتے اور ایسے کام کرتے ہیں جن سے کئی مسلمانوں کی دل آزاری و حق تلفی ہوتی ہے۔ اس رات آتش بازی و ہوائی فائرنگ بھی ہوتی ہے جس سے خوف و ہراس پھیلتا اور قیمتی جانیں بھی ضائع ہوتی ہیں۔ درحقیقت یہ ایک فلاحی معاشرے کو تباہی کے دہانے پر پہنچانے کی گہری سازش ہے۔

ہر سال خبریں آتی ہیں کہ نیو ائیر نائٹ کے موقع پر کئی لوگ زہریلی شراب پینے کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔ اس کے باوجود کئی نادان مسلمان اپنے آپ کو برباد کرنے پر تُلے ہیں۔ حدیثِ پاک میں ہے: جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہی میں سے ہے۔[3] مگر کچھ لوگ دوسری قوموں کی مشابہت اختیار کرتے ہوئے بیہودگی پھیلاتے ہیں، بالخصوص خواتین اس رات نہایت بے باکی اور بے پردگی کا مظاہرہ کرتیں اور سج دھج کر اپنا آپ نامحرموں کو دکھاتی پھرتی ہیں، حالانکہ حدیثِ پاک میں ہے: اپنے شوہر کے بجائے کسی اور کے لئے بناؤ سنگھار کر کے اِترا کر چلنے والی عورت کی مثال روزِ قیامت کی اس تاریکی کی طرح ہے جس میں روشنی نہ ہو گی۔[4] لہٰذا خواتین کو چاہیے کہ ناچ گانا اور سجنا سنورنا تو بہت دور کی بات ہے، ان جیسے کسی اور کام کا بھی حصہ نہ بنیں، کیونکہ سورۂ نور آیت نمبر 19 میں ایسے لوگوں کو دردناک عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔

بچوں کی تعلیم و تربیت میں چونکہ باپ سے زیادہ ماں کا کردار نمایاں ہوتا ہے، اس لئے خواتین کو چاہیے کہ غیر مسلموں کے طریقے اپنائیں نہ ایسے لوگوں سے میل جول بڑھائیں کہ آپ کی صحبت کا اثر بچوں کی تربیت پر بھی ہو گا۔ بلکہ خود بھی یہ رات عبادت میں گزاریں اور بچوں کو بھی عبادات کی ترغیب دلانے کے ساتھ ساتھ نیوائیر نائٹ کی موجودہ خرافات سے دور رکھیں۔ افسوس! اب اسلام کا جذبہ دم توڑتا نظر آرہا ہے۔

اے خاصۂ خاصانِ رُسل وقتِ دعا ہے اُمّت پہ تیری آکے عجب وقت پڑا ہے
جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے پردیس میں وہ آج غریبُ الغربا ہے
فریاد ہے اے کشتیِ اُمّت کے نگہباں بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے

ہمیں چاہیے کہ اس رات اپنے پچھلے سال کا محاسبہ کریں اور سوچیں کہ اس ختم ہونے والے سال میں ہم نے تمام فرائض اور نمازیں ظاہر و باطن کے ساتھ ادا کیں یا نہیں؟ کیا ہم نے حقوقُ العباد اور حقوقُ اللہ کا خیال رکھا یا نہیں؟ کیا ہمارا سال یونہی غفلت میں گزر گیا؟ جب اس طرح اپنا محاسبہ کیا جائے گا اور اپنی کوتاہیاں سامنے آئیں گی تو بارگاہِ الٰہی میں توبہ کے ساتھ ساتھ ہر طرح کی خرافات وغیرہ سے بچنے اور نئے سال کو احکامِ شرعیہ اور قرآن و حدیث کے مطابق گزارنے کا ذہن بنے گا۔ اللہ کریم ہمیں اپنی نافرمانی والے کاموں سے بچنے اور اپنی اولاد کو بھی بچانے کی توفیق نصیب فرمائے۔ امین

---

(1) ابوداود، 4/62، حدیث: 4031 (2) فتاویٰ رضویہ، 24/460 (3) ابوداود، 4/62، حدیث: 4031 (4) ترمذی، 2/389، رقم: 1170

اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل

مفتی محمد ہاشم خان عطاری مدنی*
* شیخ الحدیث و مفتی
دار الافتاء اہلِ سنّت، لاہور

(1) عورت کے بالوں کا پردہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورت نقاب والا برقع کرتی ہے تمام بدن اس کا چھپا ہوتا ہے لیکن وہ اپنے سر کے لٹکتے بال برقع سے باہر نکال لیتی ہے جو پیچھے سے نظر بھی آتے ہیں، سوال یہ ہے کہ عورت کے لٹکتے ہوئے بال ستر میں شامل ہیں یا نہیں اور سر کے لٹکتے بال برقع سے باہر نکالنے کی وجہ سے عورت گنہگار ہو گی یا نہیں برائے کرم اس کے متعلق رہنمائی فرمائیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

عورت کے سر پر موجود بال اور سر سے لٹکتے ہوئے دونوں سترِ عورت میں شامل ہیں، عورت پر ان تمام کا پردہ فرض ہے، اجنبی مردوں کے سامنے ان کو کھولنا، ظاہر کرنا، ناجائز و حرام ہے بلکہ فقہائے کرام نے عورت پر اس بات کو بھی لازم کیا ہے کہ کنگھا کرنے یا سر دھونے میں جو بال سر سے جدا ہو جائیں انہیں بھی کہیں چھپادے تاکہ ان پر اجنبی کی نظر نہ پڑے لہٰذا اگر کوئی عورت برقع کرنے کے باوجود سر سے لٹکتے ہوئے بالوں کو برقع سے باہر کھلا چھوڑ دے کہ ان پر اجنبی مَردوں کی نظر پڑے تو وہ اس عمل کی وجہ سے گنہگار ہو گی، اس پر لازم ہے کہ اپنے بالوں کو چھپائے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(2) دورانِ عدت نیا لباس پہننا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہندہ خلع کی عدت میں ہے، دورانِ عدت اس نے زینت کے طور پر نیا لباس پہنا۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ کیا ہندہ عدت میں نیا لباس پہننے کی وجہ سے گنہگار ہوئی؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

خلع سے طلاقِ بائن واقع ہوتی ہے اور طلاقِ بائن کی عدت میں عورت کے لئے زینت اختیار کرنا ناجائز ہے خواہ خوشبو کے ذریعے زینت اختیار کرے یا نیا کپڑا پہننے کے ذریعے یا اس کے علاوہ کسی اور طریقے سے۔ لہٰذا دریافت کی گئی صورت میں جب ہندہ نے خلع کی عدت میں ایسا نیا کپڑا پہنا ہے جس کا پہننا شرعاً یا عرفاً زینت سمجھا جاتا ہے تو ہندہ ناجائز فعل کی مرتکب ہونے کی وجہ سے بلاشبہ گنہگار ہوئی، اس پر توبہ لازم ہے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

نظرِ بد

(دوسری وآخری قسط)

شعبہ ماہنامہ خواتین

حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے خواتین کو خصوصی طور پر نظرِ بد کے لئے دم وغیرہ کا حکم ہی نہیں دیا بلکہ اجازت بھی عطا فرمائی۔ جیسا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہُ عنہا کو حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے نظرِ بد سے بچنے کیلئے دم کا حکم دیا۔[1] اور حضرت جعفر بن طیار رضی اللہُ عنہ کے بچوں کو نظر لگ جانے پر حضرت اسماء بنتِ عمیس رضی اللہ عنہا کو نظر اتارنے کے لئے دم کی اجازت عطا فرمائی۔[2] اس حدیث کی شرح میں مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ بچے ظاہری باطنی خوبیوں والے ہیں اس لیے لوگ انہیں تعجب کی نظر سے دیکھتے ہیں اور یہ بچے نظر کی وجہ سے بیمار ہو جاتے ہیں۔ نظر کا اثر زہر سے زیادہ تیز اور سخت ہوتا ہے۔ غالباً حضرت اسماء نے حضور سے ہی نظر کا دَم سیکھا ہو گا، اس کی اِجازت چاہ رہی ہیں جو عطا ہو گئی۔ نظرِ بد بڑی مؤثر ہوتی ہے اگر کسی چیز سے تقدیر پلٹ جاتی تو نظر سے پلٹ جاتی۔[3] چنانچہ خواتین کو چاہئے کہ وہ بچوں کو نظرِ بد کا دم خود کیا کریں یا پھر اپنے محارم مردوں سے کروائیں اور غیر محرم مردوں سے اس معاملے میں دور ہی رہیں۔

نظر لگائی جاتی ہے یا لگ جاتی ہے؟ یہ دونوں باتیں ممکن ہیں، کیونکہ بعض لوگ جان بوجھ کر نظر لگاتے ہیں، مثلاً حسد اور تعجب کی نظر سے قصداً دیکھتے اور اس نعمت کا زوال چاہتے ہیں۔ چنانچہ کچھ لوگوں کا یہ طریقہ بھی رہا ہے کہ وہ چند دنوں تک کچھ بھی نہ کھاتے تھے، پھر جس کو نظر لگانی ہوتی اس کو دیکھتے تو اس کو نظر لگ جاتی تھی۔ ہو سکتا ہے اور بھی بہت سے طریقے ایسے ہوں جس سے لوگوں کو جان بوجھ کر نظر لگائی جاتی ہو، لہٰذا ایسوں کو عبرت پکڑنی چاہئے کہ حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ دوسرے مسلمان کی طرف آنکھ سے اِس طرح اشارہ کرے جس سے اسے تکلیف پہنچے۔[4] یعنی جب محض آنکھ سے اشارہ کر کے کسی کو نقصان پہنچانا منع ہے تو جان بوجھ کر نظرِ بد کے ذریعے اسے تکلیف دینا اور نقصان پہنچانا کس طرح جائز ہو سکتا ہے کہ نظرِ بد سے دوسروں کو یقینی طور پر تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اس لئے ایسی حرکتوں سے لازمی بچنا چاہیے۔

بعض لوگ جان بوجھ کر نظر نہیں لگاتے بلکہ انہیں پتا ہوتا ہے نہ کوئی ارادہ، پھر بھی ان کی نظر لگ جاتی ہے۔ جیسے ماں باپ کی نظر اپنی ہی اولاد کو لگ جاتی ہے، لہٰذا لوگوں کی خدمت میں عرض ہے کہ جب بھی کسی اچھی چیز کو دیکھیں تو ماشاء اللہ، سبحان اللہ کہیں، کسی کو حسد کی نظر سے دیکھیں نہ ہی گھوریں۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب کوئی اپنی یا کسی مسلمان کی کوئی چیز دیکھے اور وہ اچھی لگے اور پسند آجائے تو فوراً یہ دعا پڑھے: تَبَارَكَ اللهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْهِ[5] یا اردو میں یہ کہیں کہ اللہ برکت دے، اس طرح کہنے سے نظر نہیں لگے گی۔ (گزشتہ قسط میں ایسی دعائیں وغیرہ بھی ذکر کی گئی تھیں، جنہیں پڑھ لینے سے نظرِ بد کے برے اثرات سے محفوظ رہا جا سکتا ہے)

نظر کی تاثیر: مفتی احمد یار خان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: خیال رہے کہ غصہ کی نظر منظور میں ڈر پیدا کر دیتی ہے، محبت کی نظر خوشی، اسی طرح تعجب کی نظر بیماری پیدا کر سکتی ہے۔ رب کریم جس چیز میں چاہے تاثیر خاص پیدا فرمادے وہ قادرِ

مطلق ہے۔[6] لہٰذا اگر اللہ پاک نظر میں یہ تاثیر پیدا فرماسکتا ہے تو نظر اتارنے کے لئے جو بھی ٹوٹکے وغیرہ استعمال کئے جائیں، ان سے نظر اتر جائے تو یہ ان ٹوٹکوں کا کمال نہیں، بلکہ ان میں اللہ پاک کی پیدا کردہ تاثیر کا کمال ہے۔ کیونکہ مؤثرِ حقیقی اللہ پاک ہے اور اسباب کی تاثیر اللہ پاک کی مشیت یعنی چاہنے کے تحت ہے۔ یعنی اللہ پاک چاہے تو ہی کوئی شے اثر کر سکتی ہے، اگر اللہ پاک نہ چاہے تو آگ جلا نہ سکے، پانی پیاس نہ بجھا سکے اور دوا شِفا نہ دے سکے۔[7] چنانچہ فی زمانہ معاشرے میں نظر اتارنے کے لئے کئی طرح کے ٹوٹکوں کا سہارا لیا جاتا ہے، ایسے ٹوٹکوں کے متعلق مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ ایک مقام پر فرماتے ہیں: عوام میں مشہور ٹوٹکے اگر خلافِ شرع نہ ہوں تو ان کا بند کرنا ضَروری نہیں۔ نیز فرمایا: جیسے دواؤں میں نَقْل کی ضرورت نہیں تجربہ کافی ہے ایسے ہی دعاؤں اور ایسے ٹوٹکوں میں نقل ضَروری نہیں، خلافِ شرع نہ ہوں تو دُرُست ہیں اگرچہ ماثور دعائیں افضل ہیں۔[8]

نظرِ بد سے بچنے کیلئے لوگوں کے مختلف انداز اور ٹوٹکے:

☆ اونٹ، گھوڑوں اور دیگر جانوروں کو نظرِ بد سے بچانے یا گاڑیوں کی نظر بد سے حفاظت کے لئے اس کے آگے یا پیچھے جوتے یا چپل، آئینوں پر بعض دھاگے اور گنڈے لٹکاتے ہیں ☆ بعض لوگ گھروں اور دکانوں کے دروازوں پر گھوڑے کے نعل سینگ وغیرہ لٹکاتے ہیں ☆ بعض لوگ سینگ موجود نہ ہونے کی صورت میں شہادت کی انگلی اور چھوٹی انگلی سے ہاتھ کو سینگ سے مشابہ بنا کر نظر اتارتے ہیں یا مکانوں پر کالے کپڑے لہراتے ہیں ☆ بعض خواتین اپنے خوبصورت کپڑوں میں ایک خراب دھاگا لگا دیتی ہیں تاکہ نظر نہ لگے ☆ نظر سے بچنے کیلئے نوجوان لڑکیوں کو مغرب کے بعد بال نہ کھولنے اور سر کو ڈھانکے رکھنے کی ہدایت کی جاتی ہے ☆ شام کے بعد لڑکیوں کو چھت پر یا باہر جانے سے بھی منع کیا جاتا ہے ☆ اگر کوئی عورت حاملہ ہو جائے تو اس بات کو لوگوں سے چھپایا جاتا ہے کسی کو نہیں بتاتے کہ کہیں نظر نہ لگ جائے ☆ بعض عورتیں بچوں کو نظر بد وغیرہ سے بچانے کیلئے بچوں کے تکیے کے نیچے چھری، لوہا، ہرن کی کھال، خرگوش کی کھال رکھتی ہیں یا دیواروں پر لٹکاتی ہیں ☆ بعض خواتین بچوں کی بھنوؤں کو کاجل سے ملا کر کالا نشان بنا دیتی ہیں ☆ اکثر خواتین بچوں کے چہرے پر کسی جگہ کاجل کا نشان لگا دیتی ہیں اور ایسا کرنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی ثابت ہے کہ انہوں نے ایک بچے کو دیکھ کر اس کے گھر والوں سے فرمایا: اس کی ٹھوڑی پر کالا نشان لگا دو۔[9] ☆ بعض علاقوں میں مائیں اپنے بچوں پر تھوڑا سا تھوک دیتی ہیں تاکہ نظر نہ لگے ☆ بسا اوقات مریض کے جسم کے بعض حصوں سے جانور کا کچا گوشت مس کر کے چھت پر پھنکوا دیا جاتا ہے ☆ کہیں انڈے یا سفید چاول چوراہے پر رکھوا دیئے جاتے ہیں ☆ کہیں چیونٹیوں کو چینی ڈالی جاتی ہے ☆ کہیں کبوتروں کو دانہ ڈالا جاتا ہے ☆ بعض لوگ گھر میں کالی بکری یا اور کوئی جانور پالتے ہیں تاکہ کوئی مصیبت یا نقصان گھر والوں پر نہ آئے اور بلا کا اثر اس جانور پر ہو جائے ☆ نظرِ بد اُتارنے کیلئے تھوڑی سی چینی یا سات عدد ثابت گول مرچیں جس پر نظر لگی ہو اس کے سر سے گھما کر جلائی جاتی ہیں، اگر بو آئے تو مطلب نظر نہیں تھی اور اگر بو نہ آئے تو اس کا مطلب ہے نظر تھی اب اتر گئی ☆ اسی طرح ایک ٹوٹکا یہ کیا جاتا ہے کہ ایک گلاس میں پانی بھر کر یا نمک لیکر جسے نظر لگی ہو اس پر سے 7 بار گھما کر پھینک دیتے ہیں ☆ ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ جسے نظر لگی ہو اس پر سے 7 بار چپل کو گھما کر زمین پر مار دیا جاتا ہے اور خیال کیا جاتا ہے کہ نظر اتر گئی ☆ بعض لوگ ایک انڈہ لے کر جسے نظر لگی ہو اس کے سر پر 7 بار گھما کر باہر پھینک دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ نظر اتر جائے گی ☆ مکان کی کنسٹرکشن کے وقت کسی اونچی جگہ پر ماشاء اللہ یا قرآنی آیات و دعائیں تحریر کروانا یا کالا بکرا ذبح کروا کر اس کا خون گھر کی بنیادوں میں ڈلوانا بھی شاید اس لئے کیا جاتا ہے کہ نظر نہ لگے ☆ بعض گھروں میں ہر ایک دو ماہ بعد پودوں کی نرسری میں لوبان کی دھونی بھی غالباً اسی خیال کے تحت دی جاتی ہے کہ پودے نظر لگنے سے محفوظ رہیں ☆ بعض کاشت کار اپنے کھیتوں میں کپڑا لپیٹ کر کسی لکڑی پر لگا دیتے ہیں، اس سے مقصود نظرِ بد سے کھیتوں کو

بچانا ہوتا ہے، کیونکہ دیکھنے والے کی نظر پہلے اس پر پڑے گی اس کے بعد زراعت پر پڑے گی اور اس صورت میں زراعت کو نظر نہیں لگے گی ایسا کرنا ناجائز نہیں کیونکہ نظر کا لگنا صحیح ہے۔[10] علامہ ابنِ عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اس بات میں کوئی حَرَج نہیں ہے کہ کھیتی یا خربوز اور تربوز کے کھیت میں نظرِ بد سے بچاؤ کے لیے ہڈیاں لٹکائی جائیں کیونکہ نظرِ بد مال، آدمی اور جانور سب کو لگ جاتی ہے اور اس کا اثر علامات سے ظاہر ہو جاتا ہے تو دیکھنے والا جب کھیتی کی جانب دیکھے گا تو اس کی نگاہ پہلے ہڈیوں پر پڑے گی کیونکہ وہ کھیت سے بلند ہوتی ہیں اس کے بعد کھیتی پر پڑے گی تو یوں اس کی نظر کا زہر وہیں ضائع ہو جائے گا اور کھیت کو نقصان نہیں پہنچے گا۔[11] ☆اسپین اور جنوبی امریکہ میں نظرِ بد کو مال ڈی اوہو کہا جاتا ہے اور اس کے تدارک کیلئے ایک انڈا مریض کے جسم پر چکر دے کر ایک برتن میں پانی سمیت ڈال کر مریض کے بستر کے نیچے رکھ دیا جاتا ہے۔ اگر صبح انڈہ اس حالت میں ملے کہ پکا ہوا لگے تو سمجھا جاتا ہے کہ مریض کی نظر اُتر گئی، دلچسپ بات یہ ہے کہ ایسا کرنے سے مریض کی حالت میں بھی سدھار آنے لگتا ہے۔ یورپ، امریکہ جیسے ترقی یافتہ مغربی ممالک میں بھی نظرِبد کو حقیقت مانا جاتا ہے۔ ایک تحقیق کے مطابق امریکہ کی 16 فیصد آبادی نظرِ بد پر پختہ یقین رکھتی ہے، وہاں دروازوں پر لہسن، لوہے کی سلاخ، بھیڑیئے کے دانت اور گھوڑے کی نعل لگانا بھی نظرِ بد سے بچاؤ کے لیے مفید سمجھا جاتا ہے۔ اسکاٹ لینڈ کے لوگ اپنے مویشیوں کو نظرِ بد سے بچانے کے لیے ان کی دُم کے ساتھ لال ربن باندھ دیتے ہیں۔

نوٹ: بیان کردہ نظرِ بد کے ان ٹوٹکوں میں کئی فضول ہیں جیسے گھروں یا گاڑی میں جوتی لٹکانا، یا گھر کی بنیادوں پر جانور کا خون گرانا وغیرہ اور بعض اِسراف ہیں جیسے جانور کا کچا گوشت مس کر کے چھت پر پھنکوا دینا یا انڈے یا سفید چاول چوراہے پر رکھوا دینا کہ عموماً یہ پاؤں میں روندے جاتے ہیں، جانور یا پرندوں کے کھانے کے کام نہیں آتے۔

نظرِ بد اتارنے سے متعلق بزرگانِ دین کے اقوال: حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے: جس کو نظر لگے اس پر یہ آیت پڑھ کر دم کر دی جائے: وَاِنْ یَّكَادُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَیُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ (پ29، القلم:51)[12] اسی آیت سے متعلق مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ آیت نظرِ بد سے بچنے کے لیے اِکسیر ہے۔[13]

امیرِ اہلِ سنت دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ نے اپنے رسالے بیمار عابد میں نظرِ بد کے یہ تین روحانی علاج نقل فرمائے ہیں: (1) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ 60 بار پڑھ کر دم کیجئے اِن شاءَ اللہ نظرِ بد کا اثر جاتا رہے گا۔ (2) ہر چیز کھانے پینے سے قبل بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم پڑھ لینے کا عادی اِن شاءَ اللہ نظرِ بد سے محفوظ رہے گا۔ (3) یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ 786 بار کاغذ پر لکھ (یا لکھوا) کر تعویذ کی طرح لپیٹ کر پلاسٹک کوٹنگ کر کے ریگزین یا کپڑے وغیرہ میں سی کر بازو میں باندھ یا گلے میں پہن لیجئے اِن شاءَ اللہ نظرِ بد کا اثر ختم ہو جائیگا۔ جس کے ہاتھ پاؤں میں درد ہو اُس کیلئے بھی یہ تعویذ اِن شاءَ اللہ مفید ہے۔[14]

خواتین کو چاہیے کہ کسی پر شک نہ کریں کہ فلاں نے نظر لگائی ہوگی یا اس کی نظر لگ گئی وغیرہ کہ اس طرح بہت سی خرابیوں کا دروازہ کھلتا ہے۔ بلکہ نظرِ بد سے بچنے کے لئے اپنے اور اپنے گھر والوں کے لئے اللہ پاک کی پناہ اور عافیت طلب کریں، گناہوں سے بچیں، اللہ پر کامل بھروسا کریں، دل سے بُرے ارادوں اور خیالات کو نکال دیں، فرائض و واجبات کی پابندی کریں، صدقہ و خیرات اور اوراد و وظائف کو معمول بنالیں، اللہ پاک نے چاہا تو نہ صرف نقصانات سے بچی رہیں گی بلکہ بہت سی برکات بھی نصیب ہوں گی۔

---

(1) بخاری، 4/31، حدیث: 5738 (2) ترمذی، 4/13، حدیث: 2066 (3) مراٰۃ المناجیح، 6/241 بتغیر (4) احیاء علوم الدین، 2/243 (5) رد المحتار، 9/601 (6) مراٰۃ المناجیح، 6/241 بتغیر (7) تفسیر صراط الجنان، 1/180 (8) مراٰۃ المناجیح، 6/223 (9) مراٰۃ المناجیح، 6/224 (10) بہار شریعت، 3/652 (11) بد شگونی، ص92 (12) تفسیر کبیر، 10/618 (13) تفسیر نور العرفان، ص971 (14) بیمار عابد، ص35

عزتِ مسلم

اُمِّ غزالی عطاریہ ایم اے اردو
شعبہ ماہنامہ خواتین

اللہ پاک نے انسان کو عقل، علم، قوتِ گویائی، پاکیزہ صورت، معتدل قد و قامت عطا فرمائے، جانوروں سے لے کر جہازوں تک کی سواریاں عطا فرمائیں اور تمام چیزوں پر غلبہ عطا فرمایا، قوتِ تسخیر بخشی کہ آج انسان زمین اور اس سے نیچے یونہی ہواؤں بلکہ چاند تک کو تسخیر کر چکا ہے اور مریخ تک کی معلومات حاصل کر چکا ہے، بَحر و بَر میں اس نے اپنی فتوحات کے جھنڈے گاڑ دیئے ہیں۔ یہ چند مثالیں ہیں ورنہ اس کے علاوہ لاکھوں چیزیں اولادِ آدم کو عطا فرما کر اللہ پاک نے اسے عزت دی ہے اور اسے بقیہ تمام مخلوقات سے افضل بنایا ہے۔[1] اور اس کا اظہار قرآنِ کریم میں یوں فرمایا: وَ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْۤ اٰدَمَ (پ15، بنی اسرائیل:70) ترجمہ کنز العرفان: اور بیشک ہم نے اولادِ آدم کو عزت دی۔

اللہ پاک نے اگر انسان کو یہ سب کمالات عطا فرما کر اتنی عزت دی ہے تو کیا اپنے نام لیواؤں یعنی اہلِ ایمان کے سر پر عزتوں کا تاج نہ سجایا ہو گا اور ان کی حرمت و عزت کا خیال رکھنے کا حکم خصوصی طور پر ارشاد نہ فرمایا ہو گا، کیونکہ عزت و ذلت کا مالک وہی ہے، وہ جسے چاہتا ہے عزتوں سے نوازتا ہے اور جسے چاہتا ہے اس کے مقدر میں ذلت لکھ دیتا ہے۔ چنانچہ اس کے متعلق ارشاد فرماتا ہے: وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ (پ28، المنٰفقون:8) ترجمہ کنز العرفان: حالانکہ عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لیے ہے۔ یعنی یہاں عزت کو اللہ و رسول کے بعد اہلِ ایمان کے ساتھ خاص طور پر ذکر کر کے یہ بتا دیا کہ مسلمان کی عزت تمام انسانوں سے اس لئے بڑھ کر ہے کہ یہ اللہ و رسول کے ساتھ خاص تعلق رکھتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ شریعتِ اسلامیہ نے اُن تمام افعال سے بچنے کی تاکید کی ہے جن سے کسی مسلمان کی عزت و حرمت پر حرف آتا ہو یا وہ کام اس کی دل آزاری کا باعث بنتا ہو۔ چنانچہ مذکورہ آیت کی تفسیر میں مفتی احمد یار خان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ ہر مومن عزت والا ہے کسی مسلم قوم کو ذلیل جاننا یا اسے کمین کہنا حرام ہے، دوسرے یہ کہ مومن کی عزت ایمان و نیک اعمال سے ہے، روپیہ پیسہ سے نہیں۔ تیسرے یہ کہ مومن کی عزت دائمی ہے فانی نہیں، اس لیے مومن کی نعش اور قبر کی بھی عزت ہے، چوتھے یہ کہ جو مومن کو ذلیل سمجھے وہ اللہ کے نزدیک ذلیل ہے۔[2] حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں کہ پانچ چیزیں زمین سے آسمان کی طرف مکمل بلند ہوتی ہیں، ان میں سے ایک

مومن کی عزت و حرمت بھی ہے۔[3]

ایک مسلمان کی عزت کا معیار کیا ہو سکتا ہے، اسے جاننے کے لئے یہ آیتِ مبارکہ ہی کافی ہے کہ جس میں اللہ پاک نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو یہ حکم ارشاد فرمایا ہے: وَ اِذَا جَآءَكَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ (پ7، الانعام: 54) ترجمہ کنز العرفان: اور جب آپ کی بارگاہ میں وہ لوگ حاضر ہوں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو ان سے فرماؤ: تم پر سلام۔ یعنی اے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! جب آپ کی بارگاہ میں وہ لوگ حاضر ہوں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو ان کی عزت افزائی کرتے ہوئے پہلے آپ انہیں سلام کریں۔[4]

معلوم ہوا اللہ و رسول کے نزدیک عزتِ مسلم کس قدر اہم ہے، چنانچہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اس حوالے سے اپنے کئی فرامین میں اس کا خیال رکھنے کی تاکید فرمائی۔

ان میں سے تین فرامینِ مصطفٰے یہ ہیں:

❶ مومن اللہ کے نزدیک فرشتوں سے زیادہ عزت رکھتا ہے۔[5] ❷ حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے کعبۂ معظمہ کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ پاک نے تجھے شرف وعظمت سے نوازا ہے مگر بندۂ مومن حرمت میں تجھ سے بڑھ کر ہے۔[6] ❸ جس نے کسی مومن کی تعظیم کی تو گویا اس نے اللہ پاک کی تعظیم کی اور جس نے کسی مومن کی عزت کی تو گویا اس نے اللہ پاک کی عزت و تکریم کی۔[7]

الغرض ہمیں ہر صورت میں اپنے مسلمان بہن بھائیوں کا احترام کرنا چاہئے اور احترامِ مسلم کا تقاضا یہ ہے کہ ہر حال میں ان کی عزت کی جائے، ان کے تمام حقوق کا لحاظ رکھا جائے، بلا اجازتِ شرعی کسی کا بھی دل نہ دکھایا جائے، یہ بھی خیال رکھا جائے کہ اپنی ذات سے کسی بھی مسلمان کو ناحق تکلیف نہ پہنچے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا فرمانِ رحمت نشان ہے: کامل مسلمان وہ ہے جس کے زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔[8] اور اگر کوئی ہمارے سامنے کسی کی عزت دری کر رہا ہو تو اسے روک کر جہنم سے آزادی کا پروانہ حاصل کیا جائے، جیسا کہ ایک روایت میں حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا فرمان ہے: جو مسلمان اپنے بھائی کی آبرو سے روکے (یعنی کسی مسلم کی رُسوائی ہوتی تھی اس نے منع کیا) تو اللہ پاک پر حق ہے کہ قیامت کے دن اس کو جہنم کی آگ سے بچائے۔[9]

ان فرامینِ مصطفٰے کا ہم میں سے ہر ایک اسلامی بہن کو ہمیشہ خیال رکھنا چاہئے، لیکن افسوس! ایسا نازک دور آگیا ہے کہ اب ایک مسلمان ہی دوسرے مسلمان کی عزت خراب کرنے کے پیچھے پڑا ہوا ہے، حالانکہ کسی مسلمان کی دل آزاری کرنا گناہِ کبیرہ، حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے، جیسا کہ ایک روایت میں ہے: بے شک کسی مسلمان کی ناحق بے عزتی کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔[10] چنانچہ اس حدیثِ پاک کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے مسلمانوں کی عزت کی دھجیاں اڑانے والیوں کو سنبھل جانا چاہئے اور ہر ایک کی عزت کرنی چاہئے، خصوصاً والدین اور دیگر رشتے دار معاشرے میں سب سے زیادہ احترام و حسنِ سلوک کے حق دار ہوتے ہیں، اساتذۂ کرام کی بھی بہت اہمیت ہے ان کا حق بھی بہت زیادہ ہے، اسی طرح پیر و مرشد کا ادب و احترام بھی ہر مرید پر لازم ہے اور ان تمام کو ایذا پہنچانا بھی کسی طرح روا نہیں، بلکہ سخت محرومی کی بات ہے۔

خواتین اپنا احترام بھی کریں؟ خواتین کو چاہیے کہ وہ اپنا احترام بھی کریں وہ یوں کہ اللہ پاک کی نافرمانی والے کاموں سے اجتناب اور اس کی حرام کردہ اشیاء سے کنارہ کشی کریں، حقوق اللہ پورے کریں، اللہ پاک کو راضی رکھیں، اس کے پسندیدہ کاموں کو بجالائیں، اس کے فرائض و واجبات پورے کریں نیز اپنے آپ کو ذلت اور تہمت کی جگہ سے بچائیں۔

دیگر خواتین کا احترام کیسے کریں؟ دوسری خواتین جن میں گھر کی خواتین، تمام رشتہ دار خواتین، سہیلیاں وغیرہ بھی شامل ہیں، ان کا احترام یوں کریں کہ اپنی ذات سے انہیں تکلیف نہ پہنچائیں، ممکنہ صورت میں ان کی حاجت پوری فرمائیں، ان کے لئے آسانیاں اور خوشیوں کا سامان پیدا فرمائیں، ان کی دینی الجھنوں کو دُور فرمائیں، ان کی عزتِ نفس کو مجروح ہونے دیں نہ کسی اور کو ان کی بے عزتی کرنے دیں، ان کے ساتھ نرمی، اصلاح اور شفقت کا معاملہ رکھیں۔ کسی کے بھی سامنے ان کی برائیاں، غیبت، چغلی، تہمت وغیرہ کا معاملہ ہرگز نہ کریں، نیز پڑوسی عورتوں کا بھی خیال رکھیں، انہیں کسی بھی قسم کی ایذا پہنچانے سے گریز کریں، بے جا کسی کی ٹوہ میں نہ پڑیں، اپنے کام سے کام رکھیں، اگر کسی کو فائدہ نہیں پہنچا سکتیں تو کوشش کریں کہ آپ کی ذات سے کسی کو نقصان بھی نہ پہنچے۔

---

❶ تفسیر صراط الجنان، 5 / 490 ❷ تفسیر نور العرفان، ص886 ❸ علم القلوب، ص208 ❹ تفسیرِ مدارک، ص323 ❺ شعب الایمان، 1 / 174، حدیث: 152 ❻ معجم اوسط، 4 / 203، حدیث: 5719 ❼ تاریخ اصبہان، 2 / 294 ❽ بخاری، 1 / 15، حدیث: 10 ❾ شرح السنہ، 6 / 494، حدیث: 3422 ❿ ابوداود، 4 / 353، حدیث: 4877

تذلیلِ مسلم

بنتِ منصور عطاریہ
طالبہ دورہ حدیث شریف
جامعۃ المدینہ فیضانِ غزالی نیول کالونی کراچی

دینِ اسلام وہ نفیس دین ہے جو ہماری ہر ہر معاملے میں رہنمائی کرتا ہے اور ہمیں تاکید کرتا ہے کہ ہر حال میں ایک دوسرے کے مقام و مرتبہ کا لحاظ رکھا جائے اور بلا اجازتِ شرعی کسی کی بھی بے عزتی و دِل شِکنی نہ کی جائے، کیونکہ یہ عمل شرعاً اخلاقاً اور عقلاً کسی بھی طرح درست نہیں بلکہ اللہ پاک کو سخت ناراض کرنے والے کاموں میں سے ہے۔ قرآن کریم میں ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّۚ (پ26، الحجرات:11) ترجمہ کنزُالعِرفان: اے ایمان والو! مرد دوسرے مردوں پر نہ ہنسیں، ہو سکتا ہے کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں پر ہنسیں، ہو سکتا ہے کہ وہ ان ہنسنے والیوں سے بہتر ہوں۔ یہ آیت بنی تمیم کے ان افراد کے متعلق نازل ہوئی جو حضرت عمار، حضرت خباب، حضرت بلال وغیرہ غریب صحابہ کرام کی غربت دیکھ کر ان کا مذاق اُڑایا کرتے (اور ان کو رسوا کرنے کی کوشش کرتے) تھے۔ ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ مال دار غریبوں کا، بلند نسب والے دوسرے نسب والوں کا، تندرست اپاہج کا اور آنکھ والے اس کا مذاق نہ اُڑائیں جس کی آنکھ میں عیب ہو، ہوسکتا ہے کہ وہ ان ہنسنے والوں سے صدق اور اخلاص میں بہتر ہوں۔[1]

نیز اس آیتِ مبارکہ میں کردار اور اخلاق کی بلندی کی تعلیم دی گئی ہے، ہر ایک کے ساتھ تمسخر کرنا اور اپنے مقابلہ میں دوسرے کی تذلیل کے درپے ہونا اسلام اس کو پسند نہیں کرتا۔ اسی لیے ارشاد ہوا کہ ایمان والو تمہارا کام تمسخر اور کسی کو ذلیل نظر سے دیکھنے کا نہیں۔[2] اسی آیتِ کریمہ میں ذکر کیا گیا کہ عورتیں بھی آپس میں ایک دوسرے کی تذلیل اور مذاق نہ اڑائیں، عورتوں کا الگ سے اس لئے ذکر ہوا کہ عورتوں میں ایک دوسرے کا مذاق اُڑانے اور اپنے آپ کو بڑا جاننے کی عادت زیادہ ہوتی ہے، اس لئے خواتین بھی خصوصاً اِحتیاط کریں اور جان لیں کہ ذلت ایک انتہائی خطرناک وصف ہے، خواتین نہ خود کوئی ایسا کام کریں کہ ذلیل ہونا پڑے نہ کسی اور مسلمان کو ذلیل کریں، ذلت کی نحوست کا اندازہ اس بات سے بھی کیا جاسکتا ہے کہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ذلت سے اللہ پاک کی بارگاہ میں پناہ مانگی۔[3] اور آپ نے اپنے عمل سے بھی یہی بات سکھائی کہ ہم کسی بھی مسلمان کی تذلیل نہ کریں، چنانچہ حضور نے کبھی کسی مسلمان کا دل نہ دُکھایا، نہ کسی پر طنز کیا، نہ کسی کا مذاق اڑایا، نہ کسی کو دُھتکارا، نہ کبھی کسی کی بے عزتی کی بلکہ ہر ایک کو سینے سے لگایا۔[4]

ہمیں دوسری خواتین کی تذلیل سے بچنا چاہیے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سیرت پر عمل کرتے ہوئے آپ کے ان فرامین کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھنا چاہئے:

❶ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، اس پر ظلم کرتا ہے نہ اس کو رسوا کرتا ہے اور نہ اسے حقیر جانتا ہے، آدمی کے لئے یہ برائی بہت ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر دیکھے، ہر مسلمان کا خون، مال اور آبرو دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔[5] ❷ سود 70 گناہوں کا مجموعہ ہے اور سود سے بڑھ کر گناہ مسلمان کی بے عزتی کرنا ہے۔[6] ❸ مسلمانوں کی غیبت کیا کرو نہ ان کے عیبوں کا کھوج لگاؤ، کیونکہ جو مسلمانوں کے عیب تلاش کرتا ہے اللہ پاک اس کے عیب ظاہر کر دیتا ہے اور اللہ پاک جس

کے عیب ظاہر کر دے وہ اسے اس کے گھر میں ہی رسوا کر دے گا۔[7] علامہ عبد الرؤوف مناوی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں: اس حدیث میں اشارہ ہے کہ ساتھیوں کے ساتھ عدل کرنا واجب ہے اور عدل 3 چیزوں کے ذریعے ہو سکتا ہے: (1) زیادتی نہ کرنا (2) ذلیل کرنے سے بچنا (3) تکلیف نہ دینا۔ کیونکہ زیادتی نہ کرنے سے محبت بڑھتی ہے، ذلیل کرنے سے بچنا سب سے بڑی مہربانی ہے اور تکلیف نہ دینا سب سے بڑا اِنصاف ہے۔ اگر یہ تین چیزیں نہ چھوڑی جائیں تو آپس میں دشمنیاں جنم لینے لگتی ہیں اور فساد برپا ہو جاتا ہے۔[8]

ایک دوسرے کی بے عزتی کرنے کی مثالیں: بعض عورتیں مذاق مذاق میں پہلے ایک دوسرے کو بہت زیادہ ذلیل کرتی ہیں اور پھر بات لڑائی جھگڑے تک پہنچ جاتی ہے، اس لئے یہ عادت ہی بری ہے، کیونکہ یہ شیطان کا خطرناک وار ہے جسے وہ لذت والا بنا دیتا ہے تاکہ لوگ زیادہ سے زیادہ ایسا کام کریں اور ان کے درمیان نفرتوں کی فضا قائم ہو۔ چنانچہ کسی کو کس طرح ذلیل کیا جاتا ہے، اس کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

کسی سے کوئی کام کرنے میں غلطی ہو گئی تو سب کے سامنے اس کو ذلیل کرنا اور بعد میں بھی اسی غلطی کو پکڑ کر اسے ذلیل کرتے رہنا، یہاں ساس کو بھی غور کر لینا چاہیے کہ کیا وہ اپنی بہو کے ساتھ بھی ایسا ہی تو نہیں کرتی یا دیگر کے ساتھ تو اچھا رویہ ہے مگر کسی ایک بہو کو ہمیشہ ہی ذلیل کرتی رہتی ہے، اگر ایسا ہے تو یہ بہت ہی خطرناک صورت ہے۔ نیز اس کا انجام بھی برا ہے، اس لئے اس معاملے کو خوش اسلوبی سے حل کر لیا جائے۔ بعض خواتین کسی سے بغض و حسد کی بنا پر بھی اس کی تذلیل کرتی ہیں، بعض کسی کو ملنے والی نعمتوں پر یا وہ سکھ میں ہو خوشحالی کی زندگی گزار رہی ہو تو اپنا غصہ نکالنے کے لئے اس کو ذلیل کرنے کا کوئی بہانہ ڈھونڈا جاتا ہے، اسی طرح اگر کسی نے زیادہ اچھا لباس نہیں پہنا اس وجہ سے کہ وہ اس کی استطاعت نہیں رکھتی تو اس کو ذلیل کر دینا، اگر کسی نے زیادہ اچھا تحفہ نہ دیا تو اس کو حقارت کے ساتھ دیکھنا، کسی کے مالی حالات زیادہ اچھے نہ ہوں تو اس کا مذاق اڑانا، اسی طرح ایک دوسرے کو برے ناموں سے پکارنا مثلاً کالی موٹی لمبی ٹھگنی وغیرہ کہنا، ایک دوسرے کی ٹوہ میں لگے رہنا وغیرہ وغیرہ۔ اس سب باتوں سے ہم کو بچنا چاہیے۔

یاد رکھیں! **جیسا کریں گی ویسا بھریں گی** کے مصداق دوسری خواتین کے ساتھ برا کریں گی تو ویسا ہی معاملہ ہمارے ساتھ بھی ہو سکتا ہے۔ اس کا یہ مطلب بھی ہرگز نہیں کہ آپس میں ہنسی مذاق بھی نہیں کر سکتیں، بلکہ چند شرائط کے ساتھ ہنسی مذاق کرنا جائز ہے، جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: (عورتوں کی ایک دوسرے سے) جائز ہنسی جس میں نہ فحش ہو نہ ایذائے مُسلم، نہ بڑوں کی بے ادبی، نہ چھوٹوں سے بدلحاظی، نہ وقت و محل کے نظر سے بے موقع، نہ اس کی کثرت اپنی ہمسر (برابر کی) عورتوں سے جائز ہے۔[9]

کسی کو ذلیل کرنے کے نقصانات: مسلمانوں کی ناحق بے عزتی کرنے سے اللہ پاک ناراض ہوتا ہے، لہٰذا دنیا میں شرمندگی اور آخرت میں عذاب کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے، ان سے محبت کی جاتی ہے نہ ان کی عزت، بلکہ لوگ ان کے شر سے پناہ مانگتے اور ان سے دور رہنے میں عافیت سمجھتے ہیں۔

کسی کی بے عزتی کرنے سے کیسے بچیں؟ اللہ پاک کا خوف پیشِ نظر رکھیں اور گڑگڑا کر دعا کریں کہ یہ عادتِ بد نکل جائے، اسلامی احکامات اور عظمت و حرمتِ مسلم کا خیال رکھیں۔ احترامِ مسلم سے متعلق کتب کا مطالعہ کریں، ایسی اچھی صحبتیں اختیار کریں جہاں مسلمانوں کے حقوق پر روشنی ڈالی جاتی ہو اور مسلمانوں کا ادب و احترام کرنا سکھایا جاتا ہو۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

(1) تفسیر خازن، 4/169 (2) تفسیر الحسنات، 6/150 (3) ابوداود، 2/130، حدیث: 1544
(4) نجات دلانے والے اعمال کی معلومات، ص 293 (5) مسلم، ص 1064، حدیث: 6541
(6) موسوعہ ابن ابی الدنیا، 7/125، حدیث: 173 ملتقطاً (7) ابوداود، 4/354، حدیث: 4880
(8) فیض القدیر، 3/132، تحت الحدیث: 2857 (9) فتاویٰ رضویہ، 23/194

کھسیانی بلی کھمبا نوچے

غزالی عطاریہ ایم اے اردو
شعبہ ماہنامہ خواتین

آج پھر میرے سو روپے غائب ہو گئے، گھر میں سب ہی پریشان تھے کہ نجانے کون کب اور کہاں سے آتا اور کہاں غائب ہو جاتا۔ چنانچہ حمدان نے ہمت کی کہ آج تو ہر حال میں چور کو پکڑ کر ہی رہے گا۔ لہٰذا وہ چور کو رنگے ہاتھوں پکڑنے کیلئے صوفے کے پیچھے چھپ گیا۔ اتنے میں حمدان کی امی جان کچن میں کھانا پکانے گئیں تو ان کی تیز آواز حمدان کے کانوں میں گونجی کہ ابھی تو میں نے یہاں ٹماٹر رکھا تھا، کون لے گیا ہے؟ ایک مرتبہ پھر ڈھونڈا گیا، مگر ٹماٹر ملا نہ چور۔ اسی شش و پنج میں دن گزر رہے تھے، کبھی یہ غائب تو کبھی وہ، یہاں تک کہ حمدان کی شرٹ، واش روم سے صابن اور پھلوں کی ٹوکری سے سیب وغیرہ تک غائب ہونے لگے، سب بڑی تشویش ناک صورتحال سے گزر رہے تھے۔

ایک دن اچانک حمدان کی پھپھو آ گئیں جنہیں دیکھ کر سب خوش ہو گئے تھے، جب انہیں ان کے چہیتے حمدان نے ساری کہانی سنائی تو وہ بولیں: ہو نہ ہو یہ سارے کارنامے تمہاری نوکرانی کے ہیں جس کو تم نے اپنے گھر کا فرد بنایا ہوا ہے۔ ان کی یہ بات سن کر سب کے ذہن میں یہ بات بیٹھ گئی کہ ممکن ہے گھر کی خادمہ ہی چور ہو، لہٰذا وہ سب جانے انجانے میں اس پر نظر رکھنے لگے۔

پھپھو پندرہ دن کے لئے رکنے آئی تھیں، ان کے سامنے بھی یہ سلسلہ جاری رہا، ایک دن سب پاپ کورن کھا رہے تھے کہ اچانک ایک موٹا تازہ چوہا نظر آیا جو گرا ہوا پاپ کورن اٹھا کر لے جا رہا تھا، اسے دیکھ کر سب کی ہنسی نکل گئی کہ اصل چور تو یہ تھے اور ہم پھپھو کی باتوں میں آ کر اس غریب خادمہ پر شک کر رہے تھے! جب سب نے پھپھو کی جانب دیکھا تو وہ **کھسیانی بلی کھمبا نوچے** کے مصداق آئیں بائیں شائیں کرنے لگیں کہ میں نے تو اپنے شک کا اظہار کیا تھا، آپ لوگوں نے یقین کیوں کیا اور اتنا کہہ کر اپنا بوریا بستر لپیٹا اور اپنے گھر چلی گئیں اور سب کے روکنے کے باوجود نہ رکیں۔

کھسیانی بلی کھمبا نوچے یہ ایک محاورہ ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ اپنے قصور کو ماننے کے بجائے آئیں بائیں شائیں کرنا یعنی اپنی غلطی تسلیم نہ کرنا یہ ایک بری عادت ہے جب غلطی ہو جائے تو اپنی غلطی کو مان لینا چاہیے اور پھپھو کی طرح دوسروں کو قصوروار نہیں ٹھہرانا چاہیے۔ اپنی غلطی تسلیم کرنا ایک اچھی عادت ہے ہمیں بھی اس عادت کو اپنانا چاہیے جیسا کہ جلیل القدر محدث امام دارِ قطنی رحمۃُ اللہِ علیہ جب نو عمر طالب علم تھے تو ایک دن حضرت امام انباری رحمۃُ اللہِ علیہ کی درس گاہ میں حاضر ہوئے، حدیث لکھوانے میں امام انباری رحمۃُ اللہِ علیہ نے ایک راوی کے نام میں غلطی کی امام دارِ قطنی کمالِ ادب کے سبب امام انباری کو تو ٹوک نہ سکے مگر ایک ایسے شخص کو اس غلطی سے آگاہ کر دیا جو ان تک پہنچا سکتا تھا، جب دوسرے جمعے کو امام دارِ قطنی رحمۃُ اللہِ علیہ پھر مجلس درس میں گئے تو امام انباری کا جوش حق پسندی اور بے نفسی کا عالم دیکھئے کہ انہوں نے بھری مجلس کے سامنے یہ اعلان فرمایا کہ اس روز فلاں نام میں مجھ سے غلطی ہو گئی تھی اور اس طالبِ علم نے مجھے آگاہ کیا۔

یہ ہیں ہمارے بزرگانِ دین جن کا کردار لائقِ تقلید ہے اللہ پاک ہمیں بھی ان کے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔
اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

اہم نوٹ: ان صفحات میں ماہنامہ خواتین کا سلسلہ جامعات کی معلمات، ناظمات اور تنظیمی ذمہ داران کے ساتویں تحریری مقابلے میں ہر عنوان کے تحت اول پوزیشن حاصل کرنے والے مضامین شامل ہیں۔ موصول ہونے والے 10 مضامین کی تفصیل یہ ہے:

عنوان	تعداد	عنوان	تعداد	عنوان	تعداد
جنتی عورت کی نشانیاں	4	خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُهَا	2	نیو ائیر نائٹ کی خرافات کے خاتمے میں خواتین کا کردار	5

مضمون بھیجنے والیوں کے نام: کراچی: بنتِ خلیل احمد مدنیہ (محمود آباد)،،، گجرات: اُمِّ حبیبہ، بنتِ خالد محمود مدنیہ، بنتِ افضل، بنتِ عرفان، بنتِ فیاض احمد، بنتِ فیاض حسین (کنگ سہالی)،،، بہاولپور: بنتِ ذوالفقار مدنیہ (یزمان)،،، سیالکوٹ: بنتِ ثاقب (سمبڑیال)، اُمِّ حبیبہ مدنیہ (گلبہار)۔ فیصل آباد: بنتِ سردار امینیہ عطاریہ۔

تحریری مقابلہ

جنتی عورت کی نشانیاں

بنتِ خلیل احمد مدنیہ (FA، شعبہ ذمہ دار عالمی دفتر جامعۃ المدینہ، محمود آباد، کراچی)

سورۂ احزاب کی آیت نمبر 35 کی تفسیر میں ہے کہ جو عورتیں اسلام، ایمان اور اِطاعت میں اور قول و فعل کے سچا ہونے میں، صبر، عاجزی و انکساری اور صدقہ و خیرات کرنے میں، روزہ رکھنے اور اپنی عفت و پارسائی کی حفاظت کرنے میں اور کثرت کے ساتھ اللہ پاک کا ذکر کرنے میں مَردوں کے ساتھ ہیں تو ایسے مَردوں اور عورتوں کیلئے اللہ پاک نے ان کے اعمال کی جزا کے طور پر بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔[1]

یعنی اس ایک آیت میں جنّتی عورتوں کی دس نشانیاں ذکر کی گئی ہیں: (1) جنت میں جانے والی عورتیں مسلمان ہوں گی؛ کوئی کافرہ عورت جنت میں داخل نہیں ہو گی۔ (2) جنتی عورت ایمان والی ہو گی یعنی وہ اللہ پاک، اس کے رسولوں، فرشتوں، اس کی کتابوں اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والی ہو گی۔ (3) اسلام کے احکامات کی فرمانبردار ہو گی۔ (4) سچ بولنے والی ہو گی۔ (5) مشکلات پر واویلا کرنے والی نہیں؛ بلکہ صبر کا دامن تھامنے والی ہو گی۔ (6) عاجزی کرنے والی ہو گی۔ (7) صدقہ و خیرات کرنے والی ہو گی۔ (8) روزہ دار ہو گی۔ (9) حیا دار اور اپنی پارسائی کی حفاظت کرنے والی ہو گی۔ (10) اللہ پاک کا ذکر کرنے والی ہو گی۔

یقیناً ہر مسلمان عورت کے دل میں جنت میں جانے کی تمنا ضرور ہوتی ہے۔ جنت کی آسائشیں، جنت کے باغات، جنت کے محلات، جنت کے زیورات اور سب سے بڑھ کر دیدارِ ربِّ کریم کی تمنا ہوتی ہے۔ ان سب آسائشوں کو پانے کی صرف تمنا کرنا ہمارے جنت میں داخلے کا سبب نہیں بن سکتا؛ اس کیلئے ہمیں قرآنِ پاک میں بیان کردہ صفات اپنانی ہوں گی اور جنتی عورتوں کی جو نشانیاں ذکر کی گئی ہیں، ان کو اپنی زندگی میں لانا ہو گا۔

الحمدللہ! ہم مسلمان اور ایمان والیاں ہیں، ہمیں اپنا محاسبہ کرنا چاہئے کہ کیا ہم فرمانبردار ہیں؟ کیا ہم اللہ و رسول صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے احکامات پر عمل کرتی ہیں؟ کیا ہم فرائض و واجبات کی پابند ہیں یا کوتاہی کرتی ہیں؟ کیا ہم حرام کاموں اور حرام چیزوں سے بچتی ہیں؟ اگر نہیں! تو آج سے ارادہ کر لیجیے کہ ☆ فرائض اور واجبات وقت پر ادا کریں گی ☆ حرام سے بچنے کی بھرپور کوشش کریں گی ☆ زندگی میں جتنا جھوٹ بولا اس سے توبہ کر کے آئندہ ہمیشہ سچ بولیں گی ☆ کیسی ہی مشکلات

ہوں صبر کریں گی، واویلا نہیں کریں گی کہ بے شک صبر تو آزمائش کی پہلی گھڑی میں کرنے کا نام ہے۔☆ تکبر سے بچیں گی ☆عاجزی و انکساری اختیار کریں گی☆صدقہ و خیرات کریں گی☆رمضان کے فرض روزوں کے ساتھ ساتھ نفل روزے بھی رکھیں گی☆حیا دار بنیں گی☆اپنی پارسائی کی خوب حفاظت کریں گی☆اللہ پاک کا بہت ذکر کرنے والی بن جائیں گی۔ان شاء اللہ

اگر ان چیزوں کو ہم اپنی عادت بنالیں گی تو ہم میں جنتی عورتوں کی علامات پیدا ہوجائیں گی اور بے شک جس میں جنتی علامات زیادہ ہوں گی وہ جنت کی زیادہ حق دار ہو گی۔ اللہ پاک ہمیں جنتی عورتوں کی صفات اور علامات اپنانے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں بھی جنتی عورتوں میں شامل فرمائے۔

اٰمین بجاہِ النبی الامین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُھَا

بنتِ افضل (معلمہ یزمان، ڈسٹرکٹ مشاورت، بہاولپور)

اسلام دینِ فطرت ہے۔ اسلام انسانیت کو ایسا نظامِ زندگی عطا فرماتا ہے جو بے شمار خوبیوں کا حامل ہے۔ انہی خوبصورت اوصاف میں سے ایک بہت ہی پیارا وصف میانہ رَوِی اور اِعتدال ہے؛ جس کا مطلب زندگی کے تمام معاملات میں ممنوعہ زیادتی اور کمی سے بچنا ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: خُذُوا مِنَ الْاَعْمَالِ مَا تُطِیقُونَ فَاِنَّ اللہ لَا یَمَلُّ حَتّٰی تَمَلُّوا بقدرِ طاقت اعمال اختیار کرو۔ کیونکہ اللہ ملال نہیں ڈالتا ہے حتی کہ تم خود ملال میں پڑو۔[2]

حکیمُ الامت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: خیال رہے کہ یہ تمام کلام نفلی عبادات کے لئے ہے کہ بقدرِ طاقت شروع کرو جو نبھا سکو۔ فرائض تو پورے ہی پڑھنے ہوں گے۔ لہٰذا حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ اگر دو وقت کی نماز ہی پڑھ سکو تو اتنی ہی پڑھ لیا کرو، لہٰذا حدیث صاف ہے۔ واجبات و سنن فرائض کے تابع ہیں، ان کی پابندی لازم ہے۔ حدیث شریف کے اس حصے "کیونکہ اللہ ملال نہیں ڈالتا ہے حتی کہ تم خود ملال میں پڑو" کے تحت فرماتے ہیں: یہ ترجمہ نہایت موزوں ہے۔ یعنی اگر تم خود ملال و مشقت والے کاموں کو اپنے اُوپر لازم کرلو کہ روزانہ سو رکعت پڑھنے یا ہمیشہ روزہ رکھنے کی نذر مان لو تو تم پر یہ چیزیں واجب ہو جائیں گی، پھر تم مشقت میں پڑ جاؤ گے۔ مگر یہ مشقت رب نے نہ ڈالی، تم نے خود اپنے پر ڈالی۔ یہ معنی نہیں کہ اللہ ملال میں نہیں پڑتا حتی کہ تم ملال میں پڑو۔ ربِّ کریم ملال کرنے سے پاک ہے۔ یہ حدیث دین و دنیا کے مشاغل کو شامل ہے۔ درمیانی محنت کرنے والے ہمیشہ کامیاب ہیں۔[3]

مذکورہ شرحِ حدیث میں مفتی صاحب نے فرمایا کہ یہ حدیث دین و دنیا کے مشاغل کو شامل ہے۔ لہٰذا اب چند ایسے امورِ دین و دنیا کی نشاندہی کی جاتی ہے، جن میں ہمارا معاشرہ اِفراط و تفریط کا شکار ہے۔

نفل عبادات میں اعتدال: نوافل، تلاوتِ قرآن، نفلی روزے، اوراد و وظائف میں میانہ روی اختیار کی جائے۔ ایسا نہ ہو کہ جب کبھی جوش و جذبہ ملا تو کثرت سے ان نیک اعمال کو بجالائیں اور کبھی بالکل ہی چھوڑ دیں، بلکہ اپنے لئے ان اعمال کی اتنی ہی مقدار مقرر کی جائے جس کو بآسانی استقامت اور مکمل آداب کے ساتھ ادا کرتی رہیں۔

دنیاوی امور میں میانہ روی: عبادات کے علاوہ دنیاوی اُمور میں بھی میانہ روی اختیار کرنے کی برکت سے بہت سارے فوائد کو حاصل کیا اور نقصانات سے بچاجا سکتا ہے۔ مثلاً کھانے پینے، پہننے اوڑھنے، چلنے پھرنے، سونے جاگنے اور گفتار و کردار میں اِفراط و تفریط سے بچنا چاہیے ورنہ کمی اور زیادتی دونوں صورتیں نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہیں، جو کئی بیماریوں اور مسائل و آزمائشوں کا سبب بھی بن سکتی ہیں۔

معاملات میں میانہ روی: خرید و فروخت، لین دین، معاشرتی اور خاندانی تعلقات وغیرہ میں بھی میانہ روی اختیار کی جائے۔ غیر ضروری تعلقات نہ اپنائے جائیں اور جو تعلقات و معاملات ہیں وہ اتنے زیادہ نہ ہوں کہ لوگ ہماری وجہ سے آزمائش میں پڑیں اور نہ اتنے کم ہوں کہ ہم آزمائش میں آجائیں۔ لہٰذا دینِ

اسلام کے اس خوبصورت اُصول ”میانہ رَوِی“ کو اپنا کر ہم اپنی زندگی کو خوشحال اور پُرسکون بنا سکتی ہیں۔ مقولہ ہے کہ ”ہم نے دوڑنا ہے نہ رُکنا ہے، بلکہ چلتے رہنا ہے“ مطلب یہ ہے کہ اگر ہم دوڑیں گی تو بہت جلد تھک کر بیٹھ جائیں گی اور اگر رُک گئیں تو منزل تک پہنچ نہ سکیں گی۔ لہٰذا اعتدال کے ساتھ چلتی رہیے، ان شاءَ اللہ! ربِّ کریم کی رضا کی منزل حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گی۔

---

1 تفسیر خازن، 3/500 ملتقطاً

2 بخاری، 4/47، حدیث: 5761

3 مراۃ المناجیح، 2/263-264 ملتقطاً

اہم نوٹ: ان صفحات میں ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے سلسلے نئے لکھاری کے تحت ہونے والے 35ویں تحریری مقابلے کے مضامین شامل ہیں۔ چنانچہ اس ماہ کل مضامین 199 تھے، جن کی تفصیل یہ ہے:

عنوان	تعداد	عنوان	تعداد	عنوان	تعداد
انبیائے کرام اور ان کی قومیں قرآن کی روشنی میں	29	رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے 5 حقوق	69	سود کی مذمت پر 5 فرامینِ مصطفےٰ	101

مضمون بھیجنے والیوں کے نام: اسلام آباد: بنت عمر،،، اوکاڑہ: بنت بشیر،،، بہاولپور: لودھراں: بنت بلال،،، یزمان: بنت اظہر، بنت اعظم، بنت اقبال، بنت ایوب، بنت ذوالفقار، بنت رشید، بنت سرور، بنت عبد الحمید، بنت عبد اللہ، بنت قاسم،،، ٹوبہ ٹیک سنگھ: بنت اقبال،،، حیدر آباد: بنت جاوید،،، راولپنڈی: صدر: بنت مدثر،،، واہ کینٹ: بنت آصف، بنت سلطان، بنت شوکت،،، سمندری: بنت اشرف،،، سیالکوٹ: بنت شمس دین، بنت غلام محی الدین،،، سمبڑیال: بنت ثاقب،،، معراجکے: بنت آصف، بنت اظہر علی، بنت افتخار، بنت افضل، بنت امانت علی، بنت خالد، بنت ذوالفقار، بنت سلیم، بنت شفیق، بنت شہباز احمد، بنت شہزاد، بنت عارف، بنت غلام قمر، بنت لیاقت علی، بنت محمد ریاض، بنت محمد سلیم، بنت محمد شہباز، بنت منیر، بنت نعیم،،، نندپور: بنت رمضان، بنت عارف، بنت عبد الستار، بنت محمد سلیم،،، پسرور: بن باجوہ: بنت لطیف،،، شفیع کا بھٹہ: بنت اصغر مغل، بنت اعجاز، بنت اللہ رحم، بنت امجد، بنت انتظار، بنت تنویر، بنت جہانگیر، بنت خلیل، بنت خوشی محمد، بنت رزاق، بنت زمان، بنت سرفراز، بنت سہیل، بنت شبیر، بنت شمس، بنت شہباز احمد، بنت صدیق، بنت طارق، بنت عابد، بنت عبد القادر، بنت محمد اشرف، بنت محمد تنویر، بنت محمد جان، بنت محمد شبیر، بنت محمد شہباز، بنت محمد نواز، بنت محمود حسین، بنت نوید احمد، بنت وارث،،، گلبہار: ام حبیبہ، ام ہلال، امیر حیدر، بنت ارشد، بنت اشرف، بنت اکرم، بنت امجد، بنت باقر علی، بنت جمیل، بنت ذوالفقار، بنت رشید، بنت رضوان، بنت رمضان، بنت ریاض، بنت سجاد حسین، بنت سعید، بنت شفیق، بنت شمس، بنت طارق، بنت طارق محمود، بنت عبد الجبار، بنت عنصر، بنت غلام حیدر، بنت غلام مصطفےٰ، بنت لیاقت، بنت محمد اسلم، بنت محمد اشرف، بنت محمد اشفاق، بنت محمد رشید، بنت محمد سلیم، بنت محمد منیر، بنت محمود، بنت ملک بشیر، بنت منور، بنت منیر، بنت ناصر، بنت وسیم، ہمشیرہ جنید،،، نواں پنڈ: بنت منیر، بنت ظفر،،، شکار پور: بنت کریم ناپر،،، کراچی: ام حسان مدنیہ، ام سلمہ، ام ہاشم، بنت اسماعیل، بنت اسماعیل مدنیہ، بنت اکرم، بنت حبیب الرحمٰن، بنت شہزاد، بنت طفیل، بنت عبد الرشید، بنت عبد الستار، بنت عدنان، بنت عنایت، بنت محمد شاہد، بنت محمود مدنیہ، بنت منصور، بنت نذر حسین، بنت یاسین،،، کشمیر میر پور: بنت دل پذیر،،، کوٹ ادو: بنت مشتاق،،، گجرانوالہ: نوشہرہ روڈ: بنت عاشق،،، لالہ موسیٰ: ام معاذ، بنت ارشد، بنت اصغر، بنت اظہر، بنت افتخار، بنت اکرم، بنت جعفر، بنت ذوالفقار، بنت رفاقت، بنت زبیر، بنت ساجد، بنت سجاد علی، بنت طاہر، بنت ظفر، بنت عابد، بنت عابد حسین، بنت عبد الخالق، بنت عبد الرحمان، بنت عبد المالک، بنت محمد احسن، بنت محمد الطاف، بنت محمد خالد، بنت محمد ریاض، بنت محمد شفیق، بنت مصطفےٰ حیدر، بنت مہندی خان، بنت نعیم،،، لاہور: بنت رشید، بنت سید ابرار، بنت شاہد حمید، بنت شفیق، بنت نعیم، بنت فاروق، بنت مبشر،،، ملتان: ممتاز آباد: بنت اللہ دتہ مدنیہ،،، مورو: بنت جاوید،،، میر پور خاص: بنت منظور۔ اوورسیز: آسٹریلیا: ام حسان،،، ساؤتھ امریکہ: بنت عبد الرؤوف۔

انبیائے کرام اور ان کی قومیں قرآن کی روشنی میں

بنتِ سرفراز احمد (ثالثہ، فیضانِ اُمِّ عطار، شفیع کا بھٹہ، سیالکوٹ)

اللہ پاک نے مختلف ادوار میں لوگوں کی اصلاح کے لیے اپنے انبیائے کرام علیہم السلام کو بھیجا، جنہوں نے لوگوں کو بُرائی سے بچنے اور بُت پرستی کو چھوڑ کر ایک اللہ پاک کی عبادت کرنے کا حکم دیا۔ جنہوں نے اپنے نبی کی پیروی کی اور ان کا حکم مانا تو اُنہوں نے دنیا و آخرت میں کامیابی حاصل کرلی۔ مگر جنہوں نے سرکشی و نافرمانی کی وہ عذابِ الٰہی کے حق دار ہوئے۔ اللہ پاک نے بہت سی ایسی قوموں کا ذکر قرآنِ کریم میں بیان کیا ہے۔ انہی میں سے ایک ”قومِ عاد“ بھی ہے جو

مقامِ "اَحقاف" میں رہتی تھی۔اللہ پاک نے اپنے نبی حضرت ہود علیہ السلام کو اس قوم کی ہدایت کے لیے بھیجا، مگر اس قوم نے تکبر اور سرکشی کی وجہ سے اپنے نبی کو جھٹلایا تو اللہ پاک نے اسے شدید آندھی کے عذاب میں مبتلا کر دیا۔[1] جس کا ذکر قرآنِ پاک میں کچھ یوں ہے: ترجمہ کنز العرفان: اور عاد کے لوگ تو وہ نہایت سخت گرجتی آندھی سے ہلاک کیے گئے۔(پ29،الحاقۃ:6)

دوسری "قومِ ثمود" ہے جس کی اِصلاح کے لیے اللہ پاک نے حضرت صالح علیہ السلام کو بھیجا۔جب آپ نے اپنی قوم کو ایمان کی دعوت دی تو انہوں نے آپ سے معجزہ طلب کیا کہ ایک گابھن (حاملہ) اُونٹنی نکالیے جو خوب فربہ اور ہر عیب سے پاک ہو تو آپ نے چٹان سے اُونٹنی کو نکالا جس نے بچہ بھی جَنا۔اس کے بعد آپ نے اپنی قوم سے خطاب کیا۔چند دن بعد اس قوم نے اس معجزہ یعنی اونٹنی کو ذَبح کیا اور آپ سے بے ادبانہ گفتگو کرنے لگے۔اس کے نتیجے میں اللہ پاک نے اس قوم پر زلزلے کا عذاب بھیجا جس کو قرآن میں یوں بیان کیا گیا ہے: ترجمہ کنز العرفان: تو انہیں زلزلے نے پکڑ لیا تو وہ صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔(پ8،الاعراف:78)[2]

فرعون اور اس کی قوم کو ایمان کی دعوت دینے کے لیے اللہ پاک نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو ایمان کی دعوت دی اور بہت سے معجزات دکھائے مگر چند لوگوں کے علاوہ کوئی ایمان نہ لایا اور فرعونی اپنے کفر اور سرکشی میں حد سے بڑھ گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ان پر لگاتار پانچ عذاب آئے۔[3] اس کا ذکر قرآنِ پاک میں یوں ہے: ترجمہ کنز العرفان: تو ہم نے اُن پر طوفان اور ٹڈی اور پِسُّو (یاجوئیں) اور مینڈک اور خون کی جدا جدا نشانیاں بھیجیں تو اُنہوں نے تکبر کیا اور وہ مجرم قوم تھی۔(پ9،الاعراف:133)

ایک قوم حضرت لوط علیہ السلام کی بھی ہے۔یہ قدیم شہر سَدُوم میں آباد تھی جو ملکِ شام میں "حِمْص" کا ایک مشہور شہر ہے۔[4] یہ شہر بہت خوبصورت تھا۔اس وجہ سے یہاں لوگ دوسری آبادیوں سے مہمان بن کر آتے تھے۔مگر اس شہر کے لوگ مہمان نوازی کو ناپسند کرتے تھے۔مہمانوں سے جان چھڑانے کے لئے انہوں نے شیطان کے مشورے پر آنے والے مہمانوں کے ساتھ بدفعلی کرنا شروع کر دی۔[5] حضرت لوط علیہ السلام اپنی قوم کو برابر منع کرتے رہے اور وعظ فرماتے رہے؛ مگر یہ لوگ باز نہ آئے تو اللہ پاک نے اس قوم پر بھی عذاب نازل فرمایا، اس طرح کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اللہ پاک کے حکم سے اس شہر کو اوپر کی طرف لے جا کر اُلٹ دیا، پھر کنکریوں کی برسات ہوئی اور سب لوگ مر گئے۔[6] سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے حضرت لوط علیہ السلام کی بات پر عمل کیا اور آپ کے ساتھ اس شہر سے چلے گئے تھے اور پیچھے مڑ کر نہ دیکھا تھا، مگر آپ کی بیوی نے مڑ کر قوم کی طرف دیکھا اور چلائی کہ ہائے! میری قوم! تو وہ بھی ہلاک ہو گئی۔[7] اس کو قرآنِ پاک میں یوں بیان کیا گیا ہے: ترجمہ کنز العرفان: تو ہم نے اسے اور اس کے گھر والوں کو نجات دی سوائے اس کی بیوی کے۔وہ باقی رہنے والوں میں سے تھی۔اور ہم نے ان پر بارش برسائی تو دیکھو، مجرموں کا کیسا انجام ہوا؟(پ8،الاعراف:83-84)

ان قوموں کے حالات سے ہمیں عبرت پکڑنی چاہیے کہ اللہ پاک نے ان کو بہت سی نعمتیں عطا فرمائیں، مگر اُنہوں نے شکر ادا کرنے کی بجائے اللہ پاک اور اس کے نبیوں کی نافرمانی و گستاخی کی، نتیجتاً عذابِ الٰہی کے حق دار ہو گئے۔لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم بھی ان کاموں سے ہر دم بچیں اور اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کا ہر حکم بجا لائیں۔ اللہ پاک ہمیں عذابوں، سزاؤں سے محفوظ فرمائے اور اپنے نبی کی فرماں برداری اور پیروی کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بجاہِ النبی الامین صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم

رسولُ اللہ ﷺ کے 5 حقوق

بنتِ آصف جاوید (ثالثہ، خوشبوئے عطار، گلشن کالونی، واہ کینٹ)

حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم تمام عالَم کی جان ہیں اور ہمارا تو وُجود بھی حضور کے صدقے سے ہے جو دنیا میں تشریف لانے

سے لے کر وصالِ مبارک اور اس کے بعد بھی اپنے اُمّتیوں کو یاد فرماتے رہے۔ آرام دہ راتوں میں جب سارا جہاں مصروفِ آرام ہوتا تو آپ ہم گنہگاروں کے لئے دعا فرماتے تھے۔ کل بروزِ قیامت بھی جب نفسی نفسی کا شور ہوگا تو بھی جگہ جگہ آپ ہی اپنی اُمّت کی چارہ سازی، حاجت روائی اور غمخواری فرماتے ہوں گے۔ غرض آپ کے اپنی اُمّت پر بے شمار احسانات ہیں۔ ان احسانات کے کچھ تقاضے ہیں جنہیں حقوقِ مصطفےٰ بھی کہا جاتا ہے۔

حق ایک ایسی ذمہ داری ہے جو کسی کی طرف سے کسی دوسرے پر لازم آتی ہے۔ محدثینِ کرام نے اپنی کتب میں ان کا ذکر بھی کیا ہے۔ یہاں مختصراً 5 حقوقِ مصطفےٰ کا ذکر پیشِ خدمت ہے:

(1) رسول اللہ صلی اللہُ علیہ واٰلہ وسلم پر ایمان لانا: رسولُ اللہ صلی اللہُ علیہ واٰلہ وسلم کا سب سے اہم اور مقدم حق یہ ہے کہ آپ پر ایمان لایا جائے، آپ کی نبوت و رسالت پر ایمان رکھا جائے اور جو کچھ آپ اللہ پاک کی طرف سے لائے ہیں اسے صدقِ دل سے تسلیم کیا جائے۔[8] ارشادِ باری ہے: ترجمہ کنز العرفان: تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول اور اس نور پر جو ہم نے اُتارا اور اللہ تمہارے کاموں سے خوب خبردار ہے۔
(پ28، التغابن:8)

(2) حضور صلی اللہُ علیہ واٰلہ وسلم کی اِطاعت اور ان کا حکم ماننا: اُمّتی پر لازم ہے کہ وہ رسولُ اللہ صلی اللہُ علیہ واٰلہ وسلم کو دل سے اپنا حاکمِ مطلق مانے۔ اپنے (آپ) کو ان کا غلام تسلیم کرے کہ مومن کے جان، مال، اولاد سب حضور صلی اللہُ علیہ واٰلہ وسلم کی ملک ہیں۔[9] ارشادِ باری ہے: ترجمہ کنز العرفان: تو اے حبیب! تمہارے رب کی قسم، یہ لوگ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنالیں پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے کوئی رکاوٹ نہ پائیں اور اچھی طرح دل سے مان لیں۔ (پ5، النسآء:65)

(3) سب سے زیادہ رسولُ اللہ صلی اللہُ علیہ واٰلہ وسلم سے محبت کرے: اُمّتی پر لازم ہے کہ سب چیزوں سے بڑھ کر حضور جانِ عالَم صلی اللہُ علیہ واٰلہ وسلم سے محبت کرے کہ آپ صلی اللہُ علیہ واٰلہ وسلم کا فرمان ہے: تم میں کوئی اس وقت تک مومن (کامل) نہیں ہو سکتا؛ جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے والد، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔[10]

یہ عنوان اپنے اندر اس قدر وسعت لئے ہوئے ہے کہ قلم لکھنے سے قاصر ہے۔ محبت کے چند تقاضے یہ بھی ہیں کہ نبیِ کریم صلی اللہُ علیہ واٰلہ وسلم کا اُمّتی آپ کی اطاعت و فرمانبرداری اور تعظیم و تکریم کرے ☆ کثرت سے آپ کا ذکر کرے ☆ آپ پر درودِ پاک پڑھے ☆ آپ کے شوقِ دیدار میں بے قرار رہے۔ حتی کہ اپنی ذات کو آپ کی محبت میں اس طرح فنا کر دے کہ خوشی ہو یا غم صرف آپ ہی کی یاد آئے۔

(4) اتباعِ رسول: حضور صلی اللہُ علیہ واٰلہ وسلم کی پیروی کرنا، آپ کی سنتوں کو اپنانا، آپ کی ہر ہر ادا کو ادا کرنے کی جستجو اور کوششوں میں لگے رہنا بھی آپ کا حق ہے۔ امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتہمُ العالیہ بارگاہِ الٰہی میں عرض کرتے ہیں:

سنتیں اپنائیں سب سرکار کی — یاخدا ہے اِلتجا عطار کی

(5) رسولُ اللہ صلی اللہُ علیہ واٰلہ وسلم کے دوستوں سے محبت اور دشمنوں سے نفرت: رسولُ اللہ صلی اللہُ علیہ واٰلہ وسلم کا حق یہ بھی ہے کہ آپ سے نسبت رکھنے والی ہر چیز سے محبت رکھی جائے۔ چنانچہ تمام صحابہ کرام و ساداتِ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کی جائے۔ اسی طرح آپ کے دشمنوں، گستاخوں اور بے ادبوں سے نفرت بھی ضروری ہے۔ مولانا حسن رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں:

اُن کے دشمن کا جو دشمن نہیں سچ کہتا ہوں
دعویٰ بے اَصل ہے جھوٹی ہے محبت تیری
بلکہ ایمان کی پوچھے تو ہے ایمان یہی
اُن سے عشق اُن کے عدو سے ہو عداوَت تیری

اللہ پاک ہمیں حضور صلی اللہُ علیہ واٰلہ وسلم کی اِطاعت اور سچی محبت نصیب فرمائے اور آپ کے حقوق بجالانے میں مصروفِ

عمل رکھے۔ اٰمین بجاہِ خاتمِ النبیین صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم

سُود کی مذمت پر 5 فرامینِ مصطفےٰ

اُمِّ سلمہ مدنیہ (معلمہ قطبِ مدینہ، ملیر، کراچی)

قرض سے جو فائدہ حاصل کیا جائے وہ سود ہے۔[11] سود قطعی حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ جو سود کے حرام ہونے کا انکار کرے اور اسے حلال سمجھے وہ کافر ہے اور جو حرام سمجھ کر اس میں مبتلا ہو وہ فاسق اور مردودُ الشہادۃ ہے۔[12] قرآن و حدیث میں کئی مقامات پر سود سے باز رہنے کا حکم دیا گیا ہے اور اس کی سخت مذمت بیان کی گئی ہے۔ سود لینے والے کو اللہ و رسول صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم سے جنگ کرنے والا فرمایا گیا ہے۔ (پ3، البقرۃ:279) نیز سودی لین دین میں شریک ہونے والے پر لعنت کی گئی ہے۔[13]

سود کی مذمت پر مشتمل 5 فرامینِ مصطفےٰ درج ذیل ہیں:

(1) معراج کی رات حضور کا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جن کے پیٹ گھروں کی طرح تھے اور ان میں سانپ تھے جو ان کے پیٹوں کے باہر سے نظر آرہے تھے۔ پوچھنے پر معلوم ہوا: یہ وہ لوگ ہیں جو سود کھاتے تھے۔[14] (2) سود کا ایک درہم جو آدمی کو ملتا ہے اللہ پاک کے نزدیک 36 بار بدکاری کرنے سے زیادہ بُرا ہے۔[15] (3) جس قوم میں سود پھیلتا ہے اس قوم میں پاگل پن پھیلتا ہے۔[16] (4) بندہ حرام کا لقمہ اپنے پیٹ میں ڈالتا ہے تو اس کے 40 دن کے عمل قبول نہیں ہوتے اور جس بندے کا گوشت حرام اور سود سے پَلا بڑھا ہو اس کے لئے آگ زیادہ بہتر ہے۔[17] (5) قیامت کے دن سود خور کو اس حال میں اُٹھایا جائے گا کہ وہ دیوانہ اور بدحواس ہوگا۔[18]

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے احکامات پر عمل کرنا دنیا و آخرت میں کامیابی کے حصول کا ذریعہ ہے۔ جبکہ ان احکامات کی خلاف ورزی نہ صرف عذابِ آخرت کا سبب ہے، بلکہ کثیر دنیاوی نقصانات کا باعث بھی ہے۔ سود کے بعض دنیاوی نقصانات یہ ہیں:

سود میں جو زیادتی لی جاتی ہے وہ مالی معاوضے والی چیزوں میں بغیر کسی عوض کے مال لیا جاتا ہے اور یہ صریح ناانصافی ہے۔ سود کی نحوست سے دولت محض چند اداروں تک محدود ہو کر رہ جاتی ہے۔ سود کا رواج تجارتوں کو خراب کرتا ہے کہ سود خور کو بے محنت مال کا حاصل ہونا، تجارت کی مشقتوں اور خطروں سے کہیں زیادہ آسان معلوم ہوتا ہے اور تجارت کم ہونے سے انسانی معاشرت کو نقصان ہوتا ہے، جس کے نتیجے میں بے روزگاری میں اضافہ ہوتا اور جرائم بڑھتے ہیں۔ سود کے رواج سے باہمی محبت کے سلوک کو نقصان پہنچتا ہے کہ جب آدمی سود کا عادی ہو تو وہ قرضِ حَسَن سے کسی کی اِمداد نہیں کرتا۔ سود سے انسان کی طبیعت میں درندوں سے زیادہ بے رحمی پیدا ہوتی ہے۔ قرض لینے والا ڈوبے، مرے یا تباہ ہو، سود خور کو اس بات کی کوئی پروا نہیں ہوتی۔ سود خور برکت سے محروم ہو جاتا ہے۔ سود کا انجام اکثر انتہائی فقر پر ہوتا ہے۔[19]

نیز جب اللہ پاک نے سود کو حرام قرار دیا ہے تو پھر اس سے فائدے کی اُمید کیسے کی جاسکتی ہے! قرآنِ مجید میں واضح طور پر موجود ہے: یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ یُرْبِی الصَّدَقٰتِؕ (پ3، البقرۃ: 276) ترجمہ کنزالعرفان: اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔

لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے حکم پر عمل کرتے ہوئے سود سے باز رہے، ان شاء اللہ الکریم دنیا و آخرت میں اس کی برکتیں نصیب ہوں گی۔ اللہ پاک ہمیں سود سمیت دیگر تمام گناہوں سے بچنے، اپنی اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی اطاعت کرنے کی سعادت عطا فرمائے۔ اٰمین بجاہِ خاتمِ النبیین صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم

---

(1) تفسیر روح البیان، 3/187 (2) تفسیر روح البیان، 4/157 (3) تفسیر روح البیان، 3/220 مفہوماً (4) تفسیر صاوی، 2/689 (5) تفسیر روح البیان، 3/197 (6) تفسیر صاوی، ص691 (7) تفسیر خازن، 2/365 (8) عشقِ رسول مع اُمتی پر حقوقِ مصطفےٰ، ص65 (9) علم القرآن، ص39 (10) بخاری، 1/17، حدیث: 15 (11) مسند حارث، 1/500، حدیث: 437 (12) بہار شریعت، 2/768، حصہ: 11 (13) مسلم، ص663، حدیث: 4093 (14) ابنِ ماجہ، 3/72، حدیث: 2273 (15) شعب الایمان، 4/395، حدیث: 5523 (16) کتاب الکبائر للذہبی، ص70 (17) معجم اوسط، 5/34، حدیث: 6495 (18) معجم کبیر، 18/60، حدیث: 110 (19) تفسیر صراط الجنان، 1/412-413 ملخصاً

اسلامی بہنوں کی مدنی خبریں

از: شعبہ دعوتِ اسلامی کے شب وروز

P.I.B کالونی کراچی میں قائم فیضانِ صحابیات میں مختلف شعبہ جات کے لئے سیشن

صاحبزادیِ عطار اور نگرانِ عالمی مجلسِ مشاورت اسلامی بہن نے تربیت کی

عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی کے زیرِ اہتمام 8 دسمبر 2022ء بروز بدھ P.I.B کالونی کراچی میں قائم اسلامی بہنوں کی دارالسنۃ ”فیضانِ صحابیات“ میں ایک تربیتی سیشن منعقد کیا گیا جس میں صاحبزادیِ عطار سلمہاالغفار اور نگرانِ عالمی مجلسِ مشاورت اسلامی بہن نے سیشن میں شریک اسلامی بہنوں کی تربیت فرمائی۔ سیشن میں شعبہ مدرسۃ المدینہ بالغات، شعبہ گلی گلی مدرسۃ المدینہ اور قرآن ٹیچر ٹریننگ کی ٹاؤن سطح کی ذمہ دار اسلامی بہنوں اور کراچی سٹی تا ٹاؤن ذمہ داران نے شرکت کی۔ دورانِ سیشن نگرانِ عالمی مجلسِ مشاورت نے ”ایک ذمہ دار کو کیسا ہونا چاہئے“ کے موضوع پر سنتوں بھرا بیان کیا۔ صاحبزادیِ عطار نے اسلامی بہنوں کی جانب سے ہونے والے مختلف سوالات کے احسن انداز میں جوابات ارشاد فرمائے اور مدنی پھولوں سے نوازا۔

ملتان ہائی کورٹ میں لیڈیز وکلا بار میں ٹریننگ سیشن کا انعقاد

پاکستان سطح شعبہ رابطہ برائے شخصیات ذمہ دار اسلامی بہن کا سنتوں بھرا بیان

دعوتِ اسلامی کے شعبہ رابطہ برائے شخصیات کے تحت 19 دسمبر 2022ء بروز پیر ملتان ہائی کورٹ لیڈیز وکلا بار میں ٹریننگ سیشن کا انعقاد ہوا جس میں کئی لیڈیز وکلا نے شرکت کی۔ پاکستان سطح کی شعبہ رابطہ برائے شخصیات ذمہ دار اسلامی بہن نے ”اللہ پاک کی رحمت“ کے موضوع پر سنتوں بھرا بیان کیا۔ بیان کے بعد لیڈیز وکلا کو دعوتِ اسلامی کا تعارف کروایا اور انہیں دعوتِ اسلامی کے تحت ہونے والے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں آنے کی دعوت دی جس پر انہوں نے اچھی اچھی نیتوں کا اظہار کیا۔

کینیا کے شہر ممباسہ میں نئے مدرسۃ المدینہ وجامعۃ المدینہ گرلز کا آغاز

کورس میں شریک اسلامی بہنوں کی دینی، اخلاقی اور تنظیمی تربیت کی گئی

ماہِ دسمبر 2022ء میں کینیا کے شہر ممباسہ میں دعوتِ اسلامی کے تحت نئے مدرسۃ المدینہ وجامعۃ المدینہ گرلز کا آغاز ہوا۔ اس موقع پر مدرسۃ المدینہ اور جامعۃ المدینہ کے انتظامات کے متعلق ایک آن لائن مدنی مشورہ بھی ہوا جس میں سینٹرل افریقہ کی ریجن نگران، جامعۃ المدینہ ومدرسۃ المدینہ گرلز کی عالمی سطح ذمہ داران شامل تھیں۔ دورانِ مدنی مشورہ نگرانِ عالمی مجلسِ مشاورت اسلامی بہن نے مختلف موضوعات پر کلام کیا۔

تحریری مقابلہ ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ کے عنوانات (برائے اپریل 2023)

1. صفاتِ عیسیٰ قرآن وتفسیر کی روشنی میں باحوالہ لکھیے
2. استاذ کے 5 حقوق مثلاً ادب واحترام کرنا وغیرہ
3. قطعِ تعلقی کی مذمت احادیث کی روشنی میں

معلمات، ناظمات اور ذمہ دار اسلامی بہنوں کا تحریری مقابلہ (برائے اپریل 2023)

1. اللہ پاک کو راضی کرنے والے 10 اعمال آیات کے ترجمہ وتفسیر کی روشنی میں باحوالہ لکھیے
2. حضور صلی اللہ علیہ وسلم دافع البلاء ہیں
3. اپریل فول کے خاتمے میں خواتین کا کردار اپریل فول کا معنیٰ؟ کس کی ایجاد ہے؟ تباہ کاریاں، مذاق میں جھوٹ بولنا کیسا؟ اولاد کو بچانے کی ترغیب

مضمون بھیجنے کی آخری تاریخ: 20 جنوری 2023ء

مزید تفصیلات کے لئے اس نمبر پر رابطہ کریں: صرف اسلامی بہنیں: +923486422931

ہفتہ وار اجتماع (برائے اسلامی بہنیں)

امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتہمُ العالیہ نے ہمیں ایک دینی مقصد عطا فرمایا ہے کہ ”مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔ان شاء اللہ“ اس مقصد پر عمل کا ایک بہترین ذریعہ ہفتہ وار اجتماع بھی ہے جس میں شرکت کی سعادت پانے والی ہر اسلامی بہن گویا خود ”اپنی“ اور ”دوسروں“ کی اصلاح کی کوشش کے لئے مصروفِ عمل ہے۔ الحمد للہ ملک و بیرونِ ملک بے شمار مقامات پر ہفتے کا کوئی ایک دن مقرر کر کے ذیلی حلقہ، علاقہ یا شہر سطح پر شرعی پردے کے ساتھ اسلامی بہنوں کے ہفتہ وار اجتماعات منعقد کئے جاتے ہیں۔ جن میں اسلامی بہنوں کو نیکی کی دعوت دے کر انہیں ان اجتماعات میں شرکت کروائی جاتی ہے۔

اجتماع ذمہ دار و خیر خواہ کا تقرر: اجتماعات کے لئے سمجھدار، وقت کی پابند، باصلاحیت، احساسِ ذمہ داری رکھنے والی اسلامی بہنوں کو ”اجتماع ذمہ دار“ جبکہ اجتماع میں شرکت کرنے والی اسلامی بہنوں کی خیر خواہی کے لئے ملنسار، نرم خو اور وقت کی پابند ”خیر خواہ“ اسلامی بہنیں مقرر کی جاتی ہیں۔

اجتماع میں یہ کام ہوتے ہیں: اجتماعات کا آغاز تلاوت و نعت سے کیا جاتا ہے۔ تلاوت و نعت کے بعد بیان ہوتا ہے۔ مختلف سنتیں و آداب بیان کی جاتی ہیں۔ درس و دعا یاد کروانے کا سلسلہ ہوتا ہے۔ چند اہم اعلانات ہوتے ہیں۔ ہفتہ وار درودِ پاک پڑھائے جاتے ہیں۔ پھر ذکر و دعا کا سلسلہ ہوتا ہے، صلوٰۃ و سلام اور اختتامی دعا پر اجتماعات کا اختتام ہوتا ہے۔

اجتماعات کے بعد والے کام: اجتماعات میں دعوتِ اسلامی کے شعبہ مکتبۃ المدینہ کے تحت بستے لگائے جاتے ہیں۔ نیز دینی ماحول میں استقامت دلانے کے لئے اسلامی بہنوں کو ہر ہفتے علاقائی دورہ، سیکھنے سکھانے کے ماہانہ حلقے میں شرکت، ہر ماہ متعلقہ ذمہ دار کو نیک اعمال کا رسالہ جمع کروانے، گھر درس دینے، مدنی مذاکرہ دیکھنے سننے، ہفتہ وار رسالے کا مطالعہ کرنے، قرآنِ پاک تجوید کے ساتھ پڑھنے، آن لائن اور دارُ السُّنَّہ کے تحت مختلف رہائشی کورسز کرنے، بچوں کو مدرستہ المدینہ، دار المدینہ اسلامک اسکول اور جامعۃ المدینہ (بوائز) جبکہ بچیوں کو مدرستہ المدینہ، دار المدینہ اسلامک اسکول اور جامعۃ المدینہ (گرلز) میں داخل کروانے وغیرہ کی ترغیب دلائی جاتی ہے۔

اللہ کرم ایسا کرے تجھ پہ جہاں میں
اے دعوتِ اسلامی تری دھوم مچی ہو

فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، کراچی
UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650 / 1144
Email: mahnamakhawateen@dawateislami.net / ilmia@dawateislami.net
Web: www.dawateislami.net WhatsApp: 0348-6422931